بفیضانِ نظر حضور صدر الصدور قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت علامہ جیلانی چاندپوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واقعاتِ جنگِ احد اور شہادتِ سیدنا حضور حضرت حمزہ بن سیدنا عبد المطلب علیہ السلام

(اہلسنت کی مشہور و معروف کتاب تاریخِ طبری سے اقتسابات)

دوستوں کے پاس پہنچ گیا دن کو ہم کہیں چھپ جاتے اور رات کو راہ چلتے' دن کے وقت جب ہم کہیں چھپ کر بیٹھتے اپنے میں سے ایک کو نگہبان مقرر کرتے تا کہ اگر وہ کسی کو تعاقب میں آتا دیکھے تو اشارے سے ہمیں بتا دے' اسی طرح چلتے چلتے ہم بیضاء آئے' یہاں میں نگہبان ہوا عمرو بن امیہ نے کہا کہ میں نگہبان بنتا ہوں اور عباس نے کہا میں نگہبان تھا۔ عبداللہ بن انیسؓ کہتے ہیں یہاں میں نے اپنے ساتھیوں کو خطرے کی اطلاع اشارے سے کی' وہ بھاگے میں ان کے پیچھے چلا مدینہ کے قریب آ کر میں ان کے پاس پہنچ گیا۔ انہوں نے پوچھا کیا بات تھی کہ تم نے دشمن کی آہٹ پائی تھی۔ میں نے کہا یہ بات نہیں ہوئی بلکہ میں نے محسوس کیا کہ تم تھک کر چور ہو گئے ہو میں نے تم میں چستی پیدا کرنے کے لیے ایسا اشارہ کر دیا تھا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح:

اس سال رسول اللہ ﷺ نے حفصہؓ بنت عمرؓ سے شعبان میں نکاح کیا اس سے قبل عہد جاہلیت میں خنیس بن خدافۃ السہمی سے ان کا نکاح ہوا تھا وہ مر گیا اور یہ بیوہ ہو گئی تھیں۔ اس سال سنیچر کے دن ۷/شوال ۳ ہجری میں جنگ اُحد ہوئی۔

جنگِ اُحد:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ واقعہ بدر اور اس میں قریش کے اشراف اور رؤساء کا قتل جنگ اُحد کا باعث بنا۔

جنگ کی تیاری:

جنگ بدر کے بعد جب قریش کی ہزیمت یافتہ جماعت مکہ آئی اور ابوسفیان بن حرب اپنے قافلہ کے ساتھ مکہ پہنچا۔ عبداللہ بن ابی ربیعہ' عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ قریش کے ان دوسرے لوگوں کے ساتھ جن کے باپ اور بیٹے اس جنگ میں مارے گئے تھے ابوسفیان بن حرب کے پاس آئے اور انہوں نے اس سے اور ان قریشیوں سے جن کا مال تجارت اس قافلے میں ابوسفیان کے ساتھ تھا کہا کہ اے گروہ قریش محمدؐ نے تم سے اپنا کینہ نکالا اور اس نے تمہارے منتخب اشخاص کو قتل کر دیا تم اس مال سے ہماری مدد کرو شاید ہم اس سے اپنی مصیبت کا بدلہ لے لیں۔

ابوعزہ کا تہامہ کا دورہ:

ابوسفیان اور دوسرے مالکان قافلہ نے یہ بات مان لی اور اب پھر تمام قریش اپنے متعلقہ جیوش اور مطیع قبائل کنانہ اور اہل تہامہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے لڑنے کے لیے آمادہ ہو گئے۔ ان سب نے رسول اللہ ﷺ سے لڑنے کے لیے دوسروں کو ورغلایا۔ ابوعزہ عمر بن عبداللہ جمحی بدر میں قید ہو کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش ہوا تھا چونکہ یہ محتاج تھا اور اس کی کئی لڑکیاں تھیں۔ اس نے آپؐ سے درخواست کی میں مفلس ہوں' عیال دار ہوں محتاج ہوں' آپؐ خود میری حالت سے واقف ہیں آپؐ مجھ پر احسان کریں اور جان بخشی فرمائیں اللہ کی رحمت آپ پر ہو' آپؐ نے اسے معاف کر دیا۔ اب اس موقع پر صفوان بن امیہ نے اس سے کہا کہ تم جواں مرد اور شاعر ہو اپنی زبان سے ہماری مدد کرو اور ہمارے ساتھ چلو۔ اس نے کہا کہ چونکہ محمدؐ نے مجھ پر احسان کیا ہے میں ان کے برخلاف کسی کی مدد نہیں کرنا چاہتا۔ صفوان نے کہا نہیں تم ضرور ہماری مدد کرو میں اللہ کے سامنے تم سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر تم واپس آئے تو میں تم کو مالا مال کر دوں گا اور اگر مارے گئے تو تمہاری بیٹیوں کی بالکل اپنی بیٹیوں کی طرح پرورش کروں گا۔ اس لالچ پر ابوعزہ نے تمام تہامہ کا دورہ کیا اور بنی کنانہ کو جنگ کی دعوت دینے لگا اسی طرح مسافع بن عبد مناف بن وہب بن حذافہ بن جمح بنی مالک بن کنانہ کے پاس جا کر ان کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ پر ابھارنے اور آمادہ کرنے لگا۔ جبیر بن مطعم نے اپنے حبشی غلام وحشی کو جو

حبشیوں کی طرح بھالا اندازی میں ایسا باکمال تھا کہ شاذ و نادر ہی کبھی اس کا نشانہ خطا کرتا تھا بلایا اور کہا کہ تم بھی سب کے ساتھ جاؤ' اگر تم نے محمدؐ کے چچا کو میرے چچا طعیمہ کے عوض میں قتل کر دیا تو تم آزاد ہو۔

قریش پوری طرح تیار ہو کر کامل سازو سامان کے ساتھ حبیوش' بنو کنانہ اور اہل تہامہ کے ساتھ جنگ کے لیے چلے انہوں نے اپنی عورتوں کو بھی اس خیال سے کہ ان کی موجودگی میں وہ زیادہ حمیت اور غیرت سے لڑیں گے اور نہیں بھاگیں گے اپنے ساتھ لے لیا۔ ابوسفیان بن حرب امیر جماعت نے ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کو عکرمہ بن ابی جہل بن ہشام بن المغیرہ نے ام الحکیم بنت الحارث بن ہشام بن المغیرہ کو حارث بن ہشام بن المغیرہ نے فاطمہ بنت الولید بن المغیرہ کو' صفوان بن امیہ بن خلف نے برزہ کو یا کرہ بنت مسعود بن عمرو بن عمیر الثقفیہ' عبداللہ بن صفوان کی ماں کو اور عمرو بن العاص بن وائل نے ریطہ بنت مینو بن الحجاج عبداللہ بن عمرو بن العاص کی ماں کو' طلحہ بن ابی طلحہ اور ابوطلحہ عبداللہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار نے سلافہ بنت سعد بن شہیہ کو جو طلحہ کے بیٹوں مسافع' جلاس اور کلاب کی ماں تھی ساتھ لیا۔ یہ سب اور ان کا باپ اس جنگ میں مارے گئے۔ خناس بنت مالک بن القرب جو بنو مالک بن حل کی عورت تھی۔ اپنے بیٹے ابی عزیز بن عمیر کے ساتھ اس جنگ کے لیے نکلی یہ مصعبؓ بن عمیر کی ماں ہے۔ عمرو بنت علقمہ بنو الحارث بن عبدمناۃ بن کنانہ والی بھی لڑائی میں گئی۔

ہند بنت عتبہ اور وحشی غلام:

ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کا یہ حال تھا کہ جب وہ وحشی کے پاس سے گزرتی یا وہ اس کے پاس سے گزرتا کہتی اے ابووسمہ یہ وحشی کی کنیت تھی۔ تو میرا دل ٹھنڈا کر اور اپنا دل بھی ٹھنڈا کر' قریش مکہ سے بڑھ کر وادی قناۃ کے مدینہ سے متصلہ کنارے پر بطن جنبہ کے پہاڑ میں مقام عنین پر آ کر فروکش ہوئے۔

حضرت محمد ﷺ کا خواب:

رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو جب معلوم ہوا کہ قریش فلاں مقام تک بڑھ آئے ہیں۔ آپؐ نے مسلمانوں سے کہا کہ "میں نے خواب میں گائے دیکھی ہے اس کی تعبیر اچھی ہے میں نے اپنی تلوار کی دھار میں دندانے پڑے ہوئے دیکھے میں نے دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک مضبوط زرہ میں چھپا لیا ہے اس سے میں نے تعبیر لی ہے کہ یہ زرہ مدینہ ہے مناسب یہ ہے کہ تم مدینہ ہی میں ٹھہرے رہو اور قریش کو جہاں وہ آ کر اترے ہیں پڑا رہنے دو اگر وہ وہاں زیادہ قیام کریں گے تو وہ بہت بری جگہ قیام کریں گے اور اگر وہ ہم پر چڑھ کر مدینہ آئیں گے تو ہم ان سے لڑیں گے"۔

مسلمانوں کا بیرون مدینہ مدافعت پر اصرار:

قریش جبل اُحد میں بدھ کے دن آ کر اترے تھے یہ اس دن' جمعرات' اور جمعہ وہیں ٹھہرے رہے نماز جمعہ پڑھ کر رسول اللہ ﷺ ان کے مقابلہ پر بڑھے۔ صبح آپؐ نے احد کی گھاٹی میں کی اور سنیچر کے دن نصف شوال میں جنگ احد ہوئی۔ عبداللہ بن ابی بن ابی سلول کی رائے اس معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھی کہ مدینہ سے باہر نہ جانا چاہیے مگر کئی مسلمانوں نے جن کو اللہ نے اس جنگ میں شہادت کا مرتبہ عطا فرمایا اور ان کے علاوہ ان لوگوں نے جو بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ ہمیں لے کر ہمارے دشمنوں کے مقابلہ پر چلیں ورنہ وہ سمجھیں گے کہ ہم ان کے مقابلہ پر نکلے اور کمزور ہو گئے۔ عبداللہ بن ابی بن ابی سلول نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ آپؐ مدینہ ہی میں قیام فرمائیں ہرگز خود یہاں سے ان کے مقابلہ پر نہ جائیں کیونکہ ہمیشہ یہ ہوا

ہے کہ جب کبھی مدینہ سے نکل کر ہم نے کسی دشمن کا مقابلہ کیا ہمیں ضرر پہنچا اور جب کبھی کسی دشمن نے یہاں ہم پر پیش قدمی کی ہمیشہ اسے زک ہوئی۔ آپ ان کو جہاں وہ ہیں وہیں رہنے دیں وہ مقابلہ بہت برا ہے ان کو سخت تکلیف ہوگی اگر وہ مدینہ آئیں گے تو یہاں ایک طرف مرد سامنے سے ان کا مقابلہ کریں گے اور عورتیں اور بچے اوپر سے ان پر سنگ باری کریں گے اور وہ یہاں سے ذلیل بے نیل مرام پسپا ہو جائیں گے۔ مگر جو لوگ دل سے دشمن سے لڑنے کے آرزومند تھے وہ برابر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پڑے رہے کہ آپ خود چلیں۔ آخر کار نماز جمعہ سے فارغ ہو کر آپ نے زرہ زیب تن فرمائی۔ اسی روز بنی النجار کے مالک بن عمرو انصاری کا انتقال ہوا تھا آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور پھر آپ سب کے سامنے برآمد ہوئے۔ لوگ اب اپنے اصرار پر نادم تھے اور کہتے تھے کہ آپ کو اس بات کے لیے مجبور کیا حالانکہ یہ بات ہمارے لیے زیبا نہ تھی۔

حضرت نعمان بن مالکؓ:

اس سلسلہ میں سدی سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ قریش اپنے اتباع کے ساتھ احد پر آ کر فروکش ہوئے ہیں۔ آپ نے صحابہؓ سے پوچھا کہ میں اب کیا کروں۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں ان کتوں کے مقابلہ پر لے چلیں۔ انصار نے کہا جناب والا خود ہمارے علاقہ میں جب کسی نے ہم پر یورش کی اسے کبھی ہم پر غلبہ نہیں ہوا اور اب جب کہ خود آپ بھی ہم میں موجود ہیں تو بدرجہ اولیٰ کسی کو ہمارے یہاں ہمارے مقابلہ پر کامیابی نہیں ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے صرف اب کے پہلی مرتبہ عبداللہ بن ابی بن سلول کو بلا کر مشورہ لیا اس نے کہا اے رسول اللہ ﷺ آپ ہم کو ان کتوں کے مقابلہ پر لے کر نکلیے۔ خود رسول اللہ ﷺ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ قریش مدینہ آ کر آپ سے لڑیں تا کہ شہر کے گلی کوچوں میں لڑائی ہو۔ اتنے میں نعمان بن مالک الانصاری آپ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ مجھے جنت سے کیوں محروم کرتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو واقعی نبی مبعوث کیا ہے میں ضرور جنت میں جاؤں گا۔ آپ نے پوچھا کیسے؟ انہوں نے کہا اس لیے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے آپ اس کے رسول ہیں اور میں جنگ سے ہرگز نہیں بھاگوں گا۔ آپ نے فرمایا تم نے سچ کہا۔ چنانچہ یہ اس روز لڑائی میں شہید ہو گئے۔

مسلمانوں کی پشیمانی:

رسول اللہ ﷺ نے اپنی زرہ منگا کر اسے زیب بدن کیا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ آپ مسلح ہو گئے وہ اپنے اصرار پر نادم ہوئے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ پر تو خود وحی آتی ہے اس لیے ہم نے بہت برا کیا کہ ان کے خلاف مرضی ان کو مشورہ دیا۔ اس خیال سے وہ سب آپ کے پاس معذرت کے لیے آئے اور کہا کہ جو آپ کی رائے ہو اس پر عمل فرمایئے ہمارے مشورہ کا لحاظ نہ کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا مگر کسی نبی کے لیے یہ زیبا نہیں کہ جب وہ زرہ پہن لے تو بغیر لڑے ہوئے اسے اتار دے۔

عبداللہ بن ابی کی واپسی:

آپ ایک ہزار مسلمانوں کے ساتھ احد تشریف لے گئے آپ نے ان سے کہا کہ اگر تم ثابت قدم رہو گے فتحیاب ہو گے۔ جب آپ مدینہ سے نکل گئے عبداللہ بن ابی بن سلول تین سو آدمیوں کے ساتھ آپ کا ساتھ چھوڑ کر واپس آ گیا۔ ابو جابر السلمی ان کو پھر بلا کر لانے ان کے تعاقب میں گئے عبداللہ کی جماعت نے اسے پکڑ لیا اور کہا ہم کیوں لڑیں ہماری بات مانو تو ہمارے ساتھ واپس چلے چلو اسی موقع پر اللہ عزوجل نے یہ فرمایا ہے اذ ھمت طائفتان منکم ان تفشلا (جب تمہاری دو جماعتوں نے ہمت ہار کر جنگ سے کنارہ کشی کا ارادہ کیا) ان سے مراد بنوسلمہ اور بنو حارثہ ہیں۔ یہ دونوں قبیلے عبداللہ بن ابی کے ساتھ واپس جانا چاہتے تھے مگر

اللہ نے ان کو بچالیا اور وہ بقیہ سات سو میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اُحد میں ٹھہرے رہے۔

ابن اسحٰق کے سابقہ بیان کے مطابق جب رسول اللہ ﷺ زرہ پہن کر صحابہؓ کے پاس آئے انہوں نے کہا اے رسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کی خلاف مرضی آپ پر جبر کیا حالانکہ یہ بات ہمارے لیے زیبا نہ تھی۔ اللہ کی رحمت آپ پر ہو اگر آپ پسند فرمائیں تو نہ جائیں یہیں تشریف رکھیں آپؐ نے فرمایا کسی نبی کے لیے یہ سزاوار نہیں کہ جب وہ زرہ پہن لے اسے بغیر لڑے اتارے۔ آپ ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ مدینہ سے برآمد ہوئے جب آپؐ شوط آئے جو احد اور مدینہ کے درمیان واقع ہے عبداللہ بن ابی بن سلول ایک تہائی جماعت کے ساتھ آپ کا ساتھ چھوڑ کر چلتا بنا اس نے یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اوروں کی بات مانی میری نہ مانی بخدا اے لوگو! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم یہاں کیوں جانیں لڑائیں چنانچہ وہ اپنے ہم قوم منافقوں اور بدباطنوں کے ساتھ واپس ہو گیا۔ بنوسلمہ کے عبداللہ بن عمرو بن حرام ان کے پیچھے گئے اور کہنے لگے۔ اے میری قوم میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اس دشمن کے مقابلہ میں تم اپنے نبیؐ اور اپنی قوم کا ساتھ نہ چھوڑو وہ کہنے لگے کہ اگر ہمیں اس بات کا یقین ہوتا کہ تم واقعی دشمن سے لڑو گے تو ہم تمہارا ساتھ نہ چھوڑتے مگر ہم جانتے ہیں کہ تم لڑو گے نہیں۔ جب انہوں نے ان کی بات نہ مانی اور واپس جانے پر اصرار کیا اس نے مایوس ہو کر کہا کہ اے دشمنان خدا اللہ تم کو ہلاک کرے تمہارے مقابلہ میں اللہ میرے لیے کافی ہے۔

مسلمانوں اور کفار کی تعداد:

واقدی نے بیان کیا ہے کہ مقام شیخین سے عبداللہ بن ابی تین سو آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا ساتھ چھوڑ کر پلٹ گیا۔ اب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات سو مسلمان رہ گئے مشرکین تین ہزار تھے ان میں دو سو سوار اور پندرہ عورتوں کے محمل تھے' ان میں سات سو زرہ پوش تھے ان کے مقابلہ میں صرف سو مسلمان زرہ پوش تھے اور ان کے ساتھ صرف دو گھوڑے' ایک رسول اللہ ﷺ کا اور ایک ابوبردہ بن نیار الحارثی کا تھا۔

مسلمانوں کی شیخین سے روانگی:

سر شام طلوع شفق کے ساتھ رسول اللہ ﷺ شیخین سے روانہ ہوئے یہ مقام دو حجرے تھے جہاں دو اندھے یہودی مرد اور عورت کھڑے ہو کر لوگوں سے سلف کے واقعات بیان کرتے تھے اسی وجہ سے اس کا نام شیخین ہو گیا۔ یہ جگہ مدینہ کے اطراف میں ہے۔ مغرب کے بعد آپؐ نے یہاں اپنی جماعت کا فوجی معائنہ کیا ان میں سے بعض کو جنگ میں شرکت کی اجازت دی اور بعض کو واپس کر دیا ان میں زید بن ثابت' ابن عمرؓ' اسید بن ظہیر' براء بن عازب اور عرابہ بن اوس تھے۔ نیز آپؐ نے ابوسعید الخدری کو واپس کر دیا اور سمرہ بن جندب اور رافع بن خدیج کو جانے کی اجازت دی۔ پہلے تو آپؐ نے رافع کو بھی کمسن سمجھ کر واپس کرنا چاہا تھا مگر رافع اپنا قد بلند دکھانے کے لیے پیوندزدہ جوتوں میں اپنی انگلیوں پر کھڑے ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کا معائنہ کیا ان کو چلنے کی اجازت دے دی۔

سمرہؓ اور رافع کی کشتی:

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ سمرہ بن جندب کی ماں اب مری بن سیان بن ثعلبہ ابوسعید الخدری کے چچا کے زیر نکاح تھی اس طرح سمرہ' مری کے ربیب تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ احد کے لیے تشریف لے گئے اور آپؐ نے اپنے ساتھیوں کا معائنہ کر کے ان میں سے کم عمر لوگوں کو واپس کر دیا۔ ان میں آپؐ نے سمرہ کو واپس کیا اور رافع بن خدیج کو لڑائی میں شرکت کی اجازت دی۔ سمرہؓ نے اپنے مربی مری بن سنان سے کہا کہ باوا جان رسول اللہ ﷺ نے رافع بن خدیج کو اجازت دی اور مجھے واپس کر دیا حالانکہ میں اسے

کشتی میں ٹپک دیتا ہوں۔ مری نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ کمسن کہہ کر آپ نے میرے بیٹے کو واپس کر دیا اور رافع بن خدیج کو اجازت دی ہے حالانکہ میرا بیٹا اسے ٹپک دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں کی کشتی کرائی سمرہؓ نے رافع کو گرا دیا۔ آپ نے ان کو اجازت دے دی اور وہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ اُحد میں شریک ہوئے۔ ابوحثمہ الحارثی اس واقعہ میں رسول اللہ ﷺ کے راہنما تھے۔

مربع بن قیظی منافق:

ابن اسحٰق کے سلسلۂ بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ آگے بڑھ کر بنوحارثہ کی پتھریلی زمین میں آئے۔ گھوڑے نے اپنی دم ماری وہ تلوار کے کتے کو لگی جس سے تلوار نیام سے باہر نکل گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے جو فال لینے کے دلدادہ تھے فرمایا آج تلوار والے کو بھی معافی نہیں اپنی تلوار سنبھالو میں سمجھتا ہوں کہ آج تلواریں نکل کر رہیں گے۔ پھر آپ نے صحابہؓ سے کہا کہ کون ہے جو ہمیں دشمن کے پاس ریت کے ٹیلوں میں سے ہو کر اس طرح پہنچا دے کہ ہم ان کے سامنے برآمد نہ ہوں۔ بنوحارثہ بن حارث کے ابوحثمہ نے کہا اے رسول اللہ ﷺ میں لے چلتا ہوں' آپ نے اسے آگے کیا وہ رسول اللہ ﷺ کو بنوحارثہ کے پتھریلے میدان میں سے لے کر ان کے کھیتوں میں لے آیا اور انہیں میں وہ مربع بن قیظی کے کھیت میں لایا یہ ایک منافق تھا جسے کم نظر آتا تھا وہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی آہٹ سن کر ان کے چہروں پر مٹی پھینکنے لگا اور کہنے لگا کہ اگر تم اللہ کے رسول ہو تو میں تمہارے لیے اس بات کو جائز نہیں قرار دیتا کہ تم میرے احاطہ میں گھسو۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ایک مٹھی بھر مٹی اٹھا کر کہا: اے محمدؐ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ مٹی صرف تمہارے منہ پر پڑے گی تو میں اسے تمہارے منہ پر ماردوں' اس کی اس گستاخی پر مسلمان اس کو قتل کرنے لپکے مگر رسول اللہ ﷺ نے ان کو روک دیا اور فرمایا کہ جس طرح یہ آنکھ کا اندھا ہے اسی طرح اس کا دل بھی اندھا ہے مگر اس ممانعت سے پہلے ہی بنو الاشہل کے سعد بن زید نے لپک کر اپنی کمان اس کے سر پر ماری جس سے وہ زخمی ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ اپنی سمت چلے گئے اور احد سے اس راستے پر آئے جو پہاڑ کی سمت والے وادی کے کنارے تھا۔ اس طرح آپ نے اپنی پشت اور چھاؤنی کو پہاڑ کی طرف کیا اور فرمایا کہ جب تک ہم لڑائی کا حکم نہ دیں کوئی نہ لڑے۔

حضرت عبداللہ بن جبیر کی قیادت میں تیراندازوں کا دستہ:

قریش نے اپنی سواری کے جانور اور دوسرے مویشیوں کو چرنے کے لیے صمغہ کے مسلمانوں کے کھیتوں میں چھوڑ دیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے تاحکم لڑائی کی ممانعت کر دی ایک مسلمان نے کہا کہ بنوقیلہ کے تمام کھیت چرا لیے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جنگ کی تیاری شروع کی۔ آپ کے ساتھ صرف سات سو مسلمان تھے قریش نے بھی جنگ کے لیے صف بندی کی ان کی تعداد تین ہزار تھی ان کے ساتھ دو سو سوار تھے جن کو انہوں نے اصل جماعت سے ہٹا کر خالد بن ولید کی قیادت میں اپنے میمنہ پر متعین کیا تھا۔ عکرمہ بن ابی جہل ان کے میسرہ پر تھا' رسول اللہ ﷺ نے اپنے قدر اندازوں پر بنوعمرو بن عوف کے عبداللہ بن جبیر کو جو اس روز اپنے سفید کپڑوں کی وجہ سے نمایاں تھے مقرر فرمایا ان کی تعداد پچاس تھی' اور فرمایا کہ چاہے لڑائی کا رنگ ہمارے موافق ہو یا مخالف تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا اور ہمارے عقب سے یورش نہ کرنے دینا۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ دو زرہیں پہن کر معرکہ میں برآمد ہوئے تھے۔

حضرت محمد ﷺ کا عبداللہ بن جبیر کو حکم:

براءؓ سے مروی ہے کہ جنگ احد میں جب رسول اللہ ﷺ کا مشرکوں سے مقابلہ ہوا' آپ نے عبداللہ بن جبیر کی امارت میں چند آدمیوں کو قدر اندازوں کے سامنے بٹھا دیا اور فرمایا کہ تم اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا چاہے تم ہم کو دشمن پر کامیاب ہوتا ہوا دیکھو یا ان

کو ہم پر غلبہ پاتا ہوا دیکھو تب بھی ہماری مدد کے لیے بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹنا۔ مگر جب مقابلہ ہوا مشرکین بھاگے یہاں تک کہ ان کی عورتوں نے فرار کے لیے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا ہٹایا کہ ان کے پازیب دکھائی دینے لگے' ان لوگوں نے شور مچایا غنیمت غنیمت عبداللہ بن جبیرؓ نے ان کو ڈانٹا کہ ٹھہرو! کیا تم کو رسول اللہ ﷺ کا فرمان یاد نہیں رہا' مگر انہوں نے کچھ نہ سنی اور لوٹنے کے لیے چلے گئے۔ اللہ نے اس پاداش میں خود ان کے منہ لڑائی سے موڑ دیے اور ستر مسلمان کام آئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ابن سفیان ۳ رشوال کو احد آ کر فروکش ہوا رسول اللہ ﷺ جنگ کے لیے برآمد ہوئے۔ آپؐ نے مسلمانوں کو اس کے لیے دعوت دی وہ جمع ہو گئے آپؐ نے زبیر کو رسالہ کا امیر مقرر کیا اس روز ان کے ساتھ مقداد بن الاسود الکندی بھی تھے آپؐ نے اپنا علم قریش کے مصعب بن عمیر کو دیا حمزہ بن عبدالمطلب کو آپؐ نے اپنے آگے بھیج دیا تھا یہ حسر آئے' مشرکین کی سمت سے خالد بن ولید جس کے ہمراہ عکرمہ بن ابی جہل تھا لڑنے کے لیے سامنے آئے آپؐ نے زبیر کو بھیجا اور کہا کہ خالد بن ولید کے سامنے جا کر میرے حکم تک ٹھہرے رہو اور دوسرے سواروں کو آپؐ نے دوسری سمت جا کر تا حکم ٹھہرانے کا حکم دیا۔ ابوسفیان لات اور عزیٰ کو ساتھ لیے ہوئے میدان میں آیا آپؐ نے زبیر کو حملہ کا حکم بھیجا۔ انہوں نے خالد بن الولید پر حملہ کیا اللہ نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو شکست دی اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ولقد صدقکم اللہ وعدہ اپنے قول من بعد ما ارٰکم ماتحبون تک تلاوت فرمایا اور یہ بھی کہا کہ اللہ عزوجل نے مومنوں سے اپنی نصرت کا وعدہ کیا ہے اور وہ ان کے ساتھ ہے۔ اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ آدمی اپنے عقب میں بھیج کر ان کو ہدایت کی تھی کہ وہ وہیں ٹھہریں کسی حال میں وہاں سے حرکت نہ کریں۔ اگر ہمارا کوئی آدمی بھاگ کر جاتا ہو اسے روک کر پلٹا دیں اور کسی دشمن کو عقب سے یورش نہ کرنے دیں۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ نے کفار کو مار بھگایا جو لوگ آپؐ کے عقب میں حفاظت کے لیے متعین کیے گئے تھے انہوں نے مشرکین کی عورتوں کو پہاڑ پر چڑھتا اور دوسرے مال غنیمت کو پڑا ہوا دیکھا انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو اور قبل اس کے کہ دوسرے آ کر اس پر قبضہ کریں تم اسے اپنے قبضہ میں کرو۔ اس پر دوسرے لوگوں نے کہا کہ ہم تو رسول اللہ ﷺ کے حکم کی اطاعت کرتے ہیں اور اپنی جگہ ٹھہرے رہتے ہیں۔ اسی موقع کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے منکم من یرید الدنیا (تم میں بعض دنیا کے طالب ہیں) اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو غنیمت کے ارادے سے اپنی جگہ چھوڑ کر چلے گئے۔ و منکم من یرید الآخرہ (اور تم میں بعض آخرت کے طلب گار تھے) اس سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنے میں اپنی جگہ جمے رہتے ہیں ابن مسعود کہا کرتے تھے کہ اس روز کے واقعہ سے پہلے مجھے اس بات کا خیال بھی نہیں آیا تھا کہ صحابہؓ رسول اللہ ﷺ میں سے کوئی بھی دنیا اور متاع دنیا کا طالب ہوگا۔

حضرت علیؓ اور طلحہؓ بن عثمان کا مقابلہ:

سدی سے مروی ہے کہ احد میں رسول اللہ ﷺ مشرکین کے مقابلہ پر برآمد ہوئے۔ آپ کے حکم سے قدر انداز پہاڑ کی جڑ میں مشرکین کے رسالہ کے مواجھ میں کھڑے ہوئے آپؐ نے ان کو ہدایت کی کہ تم اپنی جگہ سے کسی وقت نہ ہٹنا چاہے تم ہم کو ان پر فتحیاب ہوتا ہوا دیکھو کیونکہ جب تک تم اپنی جگہ کھڑے رہو گے ہم غالب رہیں گے۔ آپؐ نے خوات بن جبیر کے بھائی عبداللہ بن جبیر کو ان قدر اندازوں کا سردار مقرر فرمایا تھا' اب طلحہ بن عثمان مشرکوں کے علمبردار نے میدان میں نکل کر کہا اے محمدؐ کے ساتھیو! تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ ہم کو تمہاری تلواروں کے ذریعہ بہت جلد دوزخ میں لے جائے گا اور تم کو ہماری تلواروں کے ذریعے فوراً جنت میں

داخل کر دے گا۔ لہٰذا کوئی مرد میدان ہے جسے اللہ میری تلوار سے فوراً جنت میں لے جائے یا اس کی تلوار سے مجھے دوزخ دکھائے۔ علیؓ بن ابی طالب کھڑے ہوئے اور کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اس وقت تک تجھ کو نہ چھوڑوں گا جب تک کہ اپنی تلوار سے تجھے جہنم واصل نہ کر دوں یا تیری تلوار سے خود جنت میں نہ جاؤں' علیؓ نے تلوار کے ایک ہی وار سے اس کا پاؤں قطع کر دیا وہ اس طرح گرا کہ اس کی شرمگاہ کھل گئی کہنے لگا اے میرے بھائی میں تم کو اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے نہ مارو' علیؓ نے اسے چھوڑ دیا رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی' صحابہؓ نے علیؓ سے پوچھا کہ تم نے کیوں اس کا کام تمام نہ کر دیا' کہنے لگے کہ میرے چچیرے بھائی کی جب شرمگاہ عریاں ہوگئی اس نے مجھے اللہ اور قرابت کا واسطہ دیا مجھے شرم آ گئی۔ پھر زبیرؓ بن العوام اور مقداد بن الاسود نے مشرکین پر حملہ کیا اور ان کو مار بھگایا۔ رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ نے حملہ کیا اور ابوسفیان کو بھگا دیا۔

تیراندازوں پر خالد بن ولید کا حملہ:

خالد بن الولید مشرکین کے افسر رسالہ نے لڑائی کا یہ رنگ دیکھ کر حملہ کر دیا۔ قدر اندازوں نے تیروں سے ان کی خبر لی جس سے خالد رک گیا' مگر اس کے بعد جب قدر اندازوں نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کو مشرکین کے پڑاؤ کے عین وسط میں مال غنیمت کی لوٹ میں مشغول دیکھا وہ بھی لوٹنے دوڑے مگر ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور یہیں ٹھہرتے ہیں مگر ان کا بیشتر حصہ لوٹنے کے لیے اصل فوج میں جا ملا تھا۔ خالد نے جب دیکھا کہ اب بہت کم قدر انداز رہ گئے ہیں اس نے پھر حملہ کر کے قدر اندازوں کو قتل کر دیا اور ان سے فارغ ہو کر نبی ﷺ کے صحابہؓ پر حملہ کیا۔ مشرکین نے جب دیکھا کہ ان کا رسالہ جنگ میں مصروف ہے انہوں نے جنگ کے لیے ایک دوسرے کو للکارا' اب سب نے مل کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور ان کو شکست دی اور بے دریغ قتل کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کی تلوار اور حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ:

زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ احد کے دن رسول اللہ ﷺ ایک تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے اسے بغور دیکھ رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کون ہے جو اس کو لے کر اس کا حق ادا کر دے۔ میں نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اس کا مستحق ہوں۔ آپؐ نے میری طرف سے منہ پھیر لیا اور پھر فرمایا کون اس تلوار کو اس کے حق کے لیے لیتا ہے۔ میں نے پھر کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کا مستحق ہوں' آپؐ نے پھر منہ پھیر لیا۔ پھر کہا کہ کون اس تلوار کا مستحق ہے۔ اس مرتبہ ابودجانہ سماک بن خرشہ نے آگے بڑھ کر کہا میں اس کا حق ادا کروں گا اور وہ کیا ہے آپؐ نے فرمایا اس تلوار کا حق یہ ہے کہ اس سے کسی مسلم کو قتل نہ کیا جائے اور کوئی کافر بھاگ کر بچنے نہ پائے۔ پھر آپؐ نے وہ تلوار ان کو دے دی۔ ابودجانہ جب لڑنے نکلتے تو سر پر علامت کے لیے ایک کپڑا باندھ لیتے۔ میں نے دل میں کہا دیکھوں آج یہ کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ جس پر انہوں نے تلوار اٹھائی اسے پاش پاش کر دیا۔ بڑھتے ہوئے وہ دامن کوہ میں مشرکین کی عورتوں کے پاس پہنچے ان کے پاس دف تھے اور ایک عورت گا رہی تھی:

نحن بنات طارق ان تقبلوا لغانق و نبسط النمارق او تدبروا الفارق

فراق غیر و امق

ترجمہ: ''ہم خاندانی بیبیاں ہیں' آگے بڑھو گے گلے ملیں گی اور فرش بچھائیں گی' اگر منہ موڑو گے الگ ہو جائیں گی اور اس کی ہمیں کچھ پرواہ نہ ہوگی''

ابودجانہ نے اسے مارنے کے لیے تلوار اٹھائی مگر پھر رک گئے اور چھوڑ دیا۔ میں نے ان سے کہا تمہاری تمام کارگزاری میں نے دیکھی مگر اس کی وجہ کیا ہوئی کہ عورت پر تلوار اٹھا کر پھر تم نے اسے چھوڑ دیا۔ ابودجانہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کی تلوار کو اس سے برتر سمجھا کہ اس سے عورت کو قتل کروں۔

حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ کی متکبرانہ چال:

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو اس تلوار کو لے اور اس کا حق ادا کرے۔ کئی صاحب لینے اٹھے مگر آپؐ نے ان کو وہ تلوار نہ دی' بنوساعدہ کے ابودجانہؓ سماک بن خرشہ نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ ﷺ اس کا حق کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تم اسے دشمن پر اس وقت تک چلاؤ کہ یہ مڑ جائے۔ ابودجانہؓ نے کہا میں اس حق کو پورا کرنے کے لیے اسے لیتا ہوں' آپؐ نے تلوار ان کو دے دی۔ ابودجانہؓ ایک بڑے شجاع آدمی تھے لڑائی میں اکڑتے تھے جب وہ سرخ رومال اپنے سر پر باندھتے تو لوگ سمجھ جاتے کہ آج یہ لڑیں گے چنانچہ اس تلوار کو رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے لے کر انہوں نے اپنا سرخ رومال سر سے باندھا اور پھر دونوں صفوں کے بیچ میں اکڑتے ہوئے چلنے لگے۔

بنوسلمہ کے ایک انصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابودجانہ کو اس طرح اکڑتے چلتے ہوئے دیکھ کر فرمایا یوں تو اس چال سے اللہ عزوجل ناراض ہوجاتا ہے مگر اس موقع پر نہیں۔

ابوسفیان کا پیام:

ابوسفیان نے اوس اور خزرج کے پاس اپنے ایک پیامبر کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ تم ہمارے اور ہمارے عزیز کے بیچ میں سے علیحدہ ہوجاؤ۔ ہمیں اس سے نبٹ لینے دو ہم تمہارے مقابلہ سے پلٹ جائیں گے کیونکہ ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے مگر انہوں نے اس کے اس پیام کو حقارت سے رد کر دیا۔

ابوعامر فاسق اور انصار:

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ بنوضبیعہ کا ابوعامر عمرو بن صیفی بن مالک بن النعمان بن امہ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر مکہ چلا گیا تھا اس کے ساتھ اوس کے پچاس نوعمر لڑکے جن میں عثمان بن حنیف بھی تھے۔ بعض راویوں نے ان کی تعداد پندرہ کہی ہے یہ قریش سے کہا کرتا تھا کہ اگر محمدؐ سے مقابلہ ہوا تو اوس کا کوئی شخص میری مخالفت نہیں کرے گا۔ جب مقابلہ شروع ہوا سب سے پہلے یہی ابوعامر حبیوش اور اہل مکہ کے غلاموں کے ساتھ اوس سے لڑنے برآمد ہوا اور اس نے آواز دی کہ اے قبیلہ اوس میں عامر ہوں۔ انہوں نے جواب دیا' اے فاسق اللہ تیری صورت نہ دکھائے' اسے جاہلیت میں راہب کہتے تھے۔ اب رسول اللہ ﷺ نے اس کا لقب فاسق کر دیا تھا۔ جب اوس نے اپنے قبیلہ کا یہ غیر متوقع جواب سنا کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ میرے بعد میری قوم بالکل بگڑ گئی پھر اس نے ان سے شدید جنگ کی اور ان پر پتھر پھینکے۔ ابوسفیان نے اپنے بنوعبدالدار کے نشان داروں کو جنگ پر ثابت قدم رکھنے کے لیے ان سے کہا تھا کہ تم جنگ بدر میں ہمارے علمبردار تھے۔ اس موقع پر جو تباہی ہمیں نصیب ہوئی اس سے تم واقف ہو' ہر فوج پر اس کے علمبرداروں کی سمت سے یورش کی جاتی ہے اگر وہ اپنی جگہ سے ہٹ گئے تو ساری قوم کے پاؤں اکھڑ جاتے ہیں یا تو تم ہمارے لیے اس علمبرداری کا پورا حق ادا کرو ورنہ اسے چھوڑ کر علیحدہ ہو جاؤ ہم سنبھال لیں گے۔ انہوں نے کہا نہیں ہم پوری طرح اپنا حق ادا کریں گے اور داد مردانگی دیں گے ہم اور ان نشانوں کو چھوڑ دیں یہ کبھی نہ ہوگا۔ جب کل دشمن سے مقابلہ ہوگا تم خود دیکھ لو گے

کہ ہم کیا کرتے ہیں۔ ابوسفیان کا یہی مقصد تھا کہ طعنہ دے کر ان کو غیرت دلائی جائے وہ پورا ہو گیا۔

قریشی عورتوں کا رجز:

جب حریفوں کا مقابلہ ہوا اور ایک دوسرے کے قریب آ گئے ہند بنت عتبہ اپنی ساتھیوں کے ساتھ مردوں کے عقب میں کھڑی ہوگئی وہ دف بجانے لگیں اور ان کے حوصلے بڑھانے لگیں' اس موقع پر ہندہ یہ شعر گا رہی تھی:

ان تقبلوا الغالق و نفرش النمارق او تدبروا نفارق فراق غیر وامق

ترجمہ: ''اگر آگے بڑھو گے ہم گلے لگائیں گی اور گدے بچھائیں گی اگر منہ موڑو گے بغیر کسی خیال کے قطع تعلق کر دیں گی''۔

نیز اس نے کہا:

ویھاً بنی عبدالدار ویھاً حماۃ الادبار ضرباً بکل تبار

ترجمہ: ''اے بنوعبدالدار' اے پشت بچانے والو' شمشیر براں سے مارو''۔

اب عام جنگ شروع ہوئی اور بہت گرما گرم جنگ ہوئی۔ ابودجانہؓ نے دشمن پر قاتلانہ حملہ کیا' وہ حمزہؓ بن المطلب اور علیؓ بن ابی طالب کچھ مسلمانوں کے ساتھ دشمنوں میں گھس پڑے اللہ عزوجل نے اپنی نصرت نازل کی اور جو وعدہ کیا تھا اسے ایفاء کیا' انہوں نے تلواروں پر مشرکین کو رکھ لیا اور سامنے سے مار ہٹایا اور بلاشبہ ان کو شکست ہوگئی۔

حضرت محمد ﷺ کے متعلق افواہ:

زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے ہند بنت عتبہ کے خادموں اور اس کے ساتھیوں کو تیزی سے میدان سے بھاگتے ہوئے دیکھا ان کے پکڑ لینے میں کوئی شے مانع نہ تھی' اتنے میں جب کہ ہم نے دشمن کو مقابلہ سے مار بھگایا ہمارے تیرانداز لوٹنے کے لیے دشمن کی فرودگاہ چلے آئے اور انہوں نے دشمن کے رسالہ کے لیے ہمارے عقب کو غیر محفوظ چھوڑ دیا' چنانچہ دشمن کے رسالہ نے پیچھے سے ہمیں آ لیا' اسی وقت کسی نے چلا کر کہا کہ محمدؐ مارے گئے اس کے سنتے ہی ہمارے حوصلے پست ہو گئے اور دشمن کے حوصلے ہم پر اور بڑھ گئے حالانکہ ہم دشمن کے علمبرداروں کو ختم کر چکے تھے اور ان میں سے اب کسی کو اپنے جھنڈے کے پاس آنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔

کفار کا علم:

بعض علماء سے مروی ہے کہ مشرکین کا نشان گرا ہوا پڑا تھا اسے عمرہ بنت علقمۃ الحارثہ نے قریش کے لیے اٹھا کر بلند کر دیا۔ مسلمانوں نے اسے چاروں طرف سے آ گھیرا یہ نشان بنوابی طلحہ کے حبشی غلام صواب کے ہاتھ میں تھا ان کا یہ آخری شخص تھا جس نے نشان اٹھایا' وہ لڑا اس کے دونوں ہاتھ قطع کر دیے گئے تب اس نے اپنے سینے سے اسے چھپایا اور سینے اور گردن کے ذریعہ اسے تھاما اسی حال میں وہ مارا گیا وہ کہہ رہا تھا اے بارالٰہ کیا میں نے کوئی کوتاہی کی۔ جب فریقین میں اس معرکہ کے متعلق فخریہ اور طنزیہ اشعار بازی ہوئی حسان بن ثابتؓ نے اس صواب ان کے علمبردار کے ہاتھ قطع کرنے کے واقعہ کو اپنے اشعار میں بیان کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت:

ابورافع سے مروی ہے کہ جب علیؓ بن ابی طالب نے مشرکین کے علمبرداروں کو تہ تیغ کر دیا رسول اللہ ﷺ کی نظر مشرکوں کی ایک اور جماعت پر پڑی۔ آپؐ نے علیؓ سے کہا کہ اس پر حملہ کرو۔ انہوں نے حملہ کر کے اس جماعت کو منتشر کر دیا اور بنو عامر بن لوی کے شیبہ بن مالک کو قتل کر دیا' حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یہ ہے ہمدردی۔ آپؐ نے فرمایا بے شک علیؓ مجھ سے

ہیں اور میں ان سے ہوں جبرئیل نے کہا اور میں آپ دونوں کا تیسرا ہوں۔ نیز صحابہ ؓ نے یہ آواز بھی سنی: لا سیف الا ذو الفقار و لا فتی الا علی۔ (تلوار صرف ذوالفقار ہے اور جواں مرد صرف علیؑ ہے)

مسلمانوں پر عقب سے حملہ:

ابوجعفر نے کہا ہے کہ جب مسلمانوں کو ان کے عقب سے آ لیا گیا وہ بھاگے۔ مشرکین نے ان کو بے دریغ قتل کیا۔ اس مصیبت کی وجہ سے مسلمانوں کے تین حصے ہو گئے تھے' ایک مارا گیا' ایک زخمی ہوا' اور ایک حصہ شکست کھا کر بھاگ گیا۔ خود رسول اللہ ﷺ جنگ کی وجہ سے اس قدر تھک گئے تھے کہ ان کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کریں' خود آپؐ کے سامنے کے چوکے میں سے نیچے کے دانت ٹوٹ گئے۔ آپ کا منہ شق ہو گیا۔ رخسار اور بالوں کی جڑ کے پاس سے پیشانی زخمی ہوئی۔ ابن قمیہ نے آپؐ کے سر کے بائیں حصہ پر تلوار ماری۔ آپ کو عتبہ بن ابی وقاص نے زخمی کیا تھا۔

انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ جس روز آپؐ کے سامنے کے دانت ٹوٹے اور آپؐ کے چہرے پر زخم لگا' خون آپؐ کے منہ سے بہہ رہا تھا۔ آپ اسے پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ جس قوم نے اپنے نبی کا چہرہ اس کے خون سے رنگین کیا ہو وہ کیوں کر فلاح پا سکتی ہے مگر اس حال میں بھی آپؐ ان کو اللہ عزوجل کی طرف دعوت دے رہے تھے۔ اللہ عزوجل نے اس موقع پر یہ پوری آیت نازل فرمائی: لیس لک من الامر شیء۔ ''اس معاملہ میں تمہارا کوئی دخل نہیں''۔

رسول اللہ ﷺ پر مسلمانوں کی جاں نثاری:

ابوجعفر نے کہا ہے کہ جب دشمن نے آپ پر یورش کی آپؐ نے فرمایا کون ہے جو ہمارے لیے اپنی جان بیچ ڈالے۔ اس کے متعلق محمود بن عمر بن یزید بن السکن سے مروی ہے کہ زیاد بن السکن پانچ انصاریوں کے ساتھ یا دوسرے راویوں کے بیان کے مطابق عمارہ بن زیاد بن السکن اٹھے اور رسول اللہ ﷺ کی مدافعت کے لیے ان سے آ کر لڑنے لگے ایک کے بعد ایک قتل ہوتے چلے گئے آخری آدمی زیاد یا عمارہ بن السکن تھے وہ لڑتے رہے آخر کار زخموں سے چکنا چور ہو کر بے کار ہو گئے۔ اتنے میں مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس پلٹ آئی اور اس نے دشمن کو آپؐ کے سامنے سے دھکیل دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زیاد کو میرے قریب لاؤ۔ لوگ ان کو قریب لے آئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے قدم پر اپنا سر رکھ دیا اور اسی حالت میں کہ ان کا گال آپ کے قدم پر رکھا ہوا تھا انہوں نے جان دے دی ابودجانہ اپنے جسم کو دشمن کی جانب کر کے رسول اللہ ﷺ کو بچانے کے لیے بمنزلہ ڈھال بن گئے' تیر آ کر ان کی پیٹھ میں لگ رہے تھے' مگر وہ آپؐ پر جھکے ہوئے آپ کو دشمن سے بچا رہے تھے' یہاں تک کہ بے شمار تیر ان کے آ کے لگے۔ سعد بن ابی وقاص رسول اللہ ﷺ کو اپنی آڑ میں لے کر دشمن پر تیر چلانے لگے۔ خود سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے تیر اٹھا کر دیتے جاتے تھے اور فرماتے تھے تم پر میرے ماں باپ نثار تیر چلاؤ' شدہ شدہ آپؐ نے ایسا تیر مجھے دیا کہ اس میں انی نہ تھی مگر آپؐ نے یہی فرمایا: اسے بھی چلاؤ۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ اس روز خود رسول اللہ ﷺ نے اپنی کمان سے تیر چلایا مگر اس کی تانت ٹوٹ گئی' اسے قتادہ بن النعمان نے اٹھا لیا۔ یہ ان کے پاس تھی' اس روز ان کی ایک آنکھ اس طرح جاتی رہی کہ وہ ان کے گال پر آ پڑی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اسے پھر اس کے حلقہ میں رکھ دیا تو اب وہ دوسری آنکھ کے مقابلہ کہیں زیادہ عمدہ اور طاقت ور ہو گئی۔

مصعب بن عمیر ؓ کی شہادت:

ابوجعفر نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے مصعب بن عمیرؓ آپؐ کے علمبردار لڑے اور مارے گئے' ان کو قمیہ

اللیثی نے شہید کیا تھا وہ سمجھتا تھا کہ یہی رسول اللہ ﷺ ہیں چنانچہ اسی وقت قریش کے پاس پلٹ کر چلا گیا اور اس نے کہا کہ میں نے محمد کو قتل کر دیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت:

مصعبؓ کی شہادت کے بعد آپؐ نے اپنا علم علیؓ بن ابی طالب کو دے دیا حمزہؓ بن عبدالمطلب دشمن سے لڑے انہوں نے الطاۃ بن عبد شرحبیس بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی کو اس روز جو قریش کے علمبرداروں میں تھا قتل کر دیا۔ پھر ابو نیار سباع بن عبدالعزیٰ الغبشانی ان کے پاس سے گزرا' حمزہؓ بن عبدالمطلب نے اس سے کہا اے عورتوں کی ختنہ کرنے والی کے بیٹے میری طرف آ ؤ۔ اس کی ماں ام انمار شریق بن عمرو بن وہب الثقفی کی باندی تھی اور مکہ میں یہ ختنہ کیا کرتی تھی دونوں کا مقابلہ ہوا' حمزہؓ نے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

جبیر بن مطعم کا غلام وحشی کہتا ہے کہ اب تک حمزہ کی صورت میری نظروں میں ہے ان کی یہ حالت تھی کہ وہ اپنی تلوار سے لوگوں کے پرزے پرزے کر رہے تھے اور خاکی رنگ کے نر اونٹ کی طرح جو چیز سامنے آتی اسے وہ گرا دیتے اتنے میں سباع بن عبدالعزیٰ مجھ سے پہلے ان کے سامنے بڑھ گیا حمزہؓ نے اس سے کہا اے عورتوں کی ختنہ کرنے والی کے بیٹے سامنے آ' سباع نے ان پر تلوار ماری مگر وہ سر سے خطا گئی میں نے اپنا بھالا نشانہ زنی کے لیے ہاتھ میں لے کر اسے ہلایا اور جب میں بالکل قریب ہو گیا اور مطمئن ہو گیا میں نے اسے ان پر پھینک دیا۔ وہ ان کے پیڑو پر لگا' اور دونوں ٹانگوں کے بیچ میں سے نکل گیا وہ میری طرف بڑھے پھر زمین پر گر پڑے میں نے تھوڑی دیر انتظار کیا کہ دیکھوں ان کا کیا ہوتا ہے جب وہ مر گئے میں نے جا کر ان کے جسم سے اپنا بھالا نکال لیا میں لڑائی سے ہٹ کر فرودگاہ میں چلا گیا۔ کیونکہ سوائے ان کے اور کوئی میرا مقصد نہ تھا۔

عاصم بن ثابت:

بنو عمرو بن عوف کے عاصم بن ثابت بن ابی الافلح نے مسافع بن طلحہ اور اس کے بھائی کلاب بن طلحہ دونوں کو قتل کر دیا مسافع کو جب تیر آ کر لگا وہ اپنی ماں سلافہ کے پاس آیا اور اس کی گود میں اس نے اپنا سر رکھا' سلافہ نے پوچھا اے میرے بیٹے کس نے تجھے مارا ہے اس نے کہا میں نے اس شخص کو جب اس نے میرے تیر مارا یہ کہتے سنا اسے سنبھال میں ابن الافلح ہوں سلافہ نے کہا وہ افلحی ہے' پھر اس نے یہ نذر مانی کہ اگر عاصم کا سر اسے مل گیا وہ اس کے کاسۂ سر میں شراب پیے گی۔ خود عاصم نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ اب وہ کبھی کسی مشرک کو ہاتھ نہ لگائیں گے اور نہ خود کو ہاتھ لگانے دیں گے۔

انس بن النضر کی جاں نثاری:

قاسم بن عبدالرحمٰن بن رافع سے مروی ہے کہ انس بن مالکؓ کے چچا انس بن النضر عمر بن الخطاب اور طلحہ بن عبیداللہ کے پاس آئے جو چند مہاجرین کے ساتھ ہاتھ چھوڑے بیٹھے تھے۔ انس نے کہا کیوں اس طرح بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا محمد رسول اللہ ﷺ مارے گئے انسؓ نے کہا تو پھر ان کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے' اٹھو اور اسی دین پر جس پر خود رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا ہے اپنی جانیں دے دو۔ یہ کہہ کر خود وہ تو دشمن کے سامنے آئے لڑے اور مارے گئے۔ انہیں کے نام پر انس بن مالک کا نام انس رکھا گیا۔
انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ اس روز انس بن النضر پر ہم نے تلوار اور نیزے کے ستر زخم پائے صرف ان کی بہن ان کی خوبصورت

انگلیوں کی وجہ سے ان کو شناخت کر سکیں۔

ابی ابن خلف کا رسول اللہ ﷺ پر حملہ:

ابن شہاب الزہری سے مروی ہے کہ شکست اور رسول اللہ ﷺ کی شہادت کی خبر مشہور ہو جانے کے بعد سب سے پہلے بنو سلمہ کے کعب بن مالک نے آپ کو شناخت کیا۔ خود ان سے مروی ہے کہ میں نے آپ کی آنکھوں کو جو خود کے نیچے چمک رہی تھیں پہچانا' پھر انتہائی بلند آواز سے میں نے اعلان کیا کہ اے مسلمانو! بشارت ہو رسول اللہ ﷺ یہ موجود ہیں' اس پر آپ نے مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ جب مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کو پہچانا کہ آپؐ موجود ہیں وہ آپؐ کے پاس آ گئے' آپؐ درے کی طرف چلے' آپ کے ہمراہ علیؓ بن ابی طالب' ابوبکرؓ بن ابی قحافہ، عمرؓ بن الخطاب' طلحہ بن عبیداللہؓ، زبیرؓ بن العوام اور حارثؓ بن الصمہ مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ تھے۔ جب آپؐ درے میں جا کر بیٹھ گئے ابی بن خلف یہ کہتا ہوا کہ محمد کہاں ہیں میں ہلاک ہو جاؤں اگر وہ زندہ بچ جائیں' آپؐ کے پاس پہنچ گیا۔ صحابہؓ نے آپؐ سے کہا آپ فرمائیں تو ہم سے کوئی آپ کی حفاظت کے لیے آپ کو اپنی آڑ میں لے لے۔ مگر آپؐ نے فرمایا اس کی ضرورت نہیں اسے آنے دو' جب وہ قریب آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حارثؓ بن الصمہ کا بھالا اٹھایا۔

ابن ابی خلف کا خاتمہ:

راوی کہتا ہے کہ اس موقع پر بعض لوگوں سے یہ بات بھی نقل ہوئی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بھالا اٹھایا ایک بجلی سی کوند گئی اور ہم اس طرح جھرجھرائے جس طرح کہ اونٹ جب جھرجھری لیتا ہے تو اس کے روئیں جھڑ جاتے ہیں پھر آپؐ نے اس کے سامنے جا کر اس کی گردن میں نیزہ مارا جس سے وہ کئی مرتبہ اپنے گھوڑے پر چکر کھا گیا۔ عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ اس واقعہ سے پہلے یہ رسول اللہ ﷺ سے ملتا تو کہا کرتا کہ اے محمدؐ میں اپنے گھوڑے عود کو روزانہ دلے ہوئے جو کھلا رہا ہوں تا کہ اس پر سوار ہو کر تم کو قتل کروں گا۔ اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ فرماتے بلکہ ان شاء اللہ میں ہی تجھے قتل کروں گا۔

زخم کھا کر یہ قریش کے پاس پلٹ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی گردن میں معمولی سی خراش کر دی تھی اس سے خون جاری ہو گیا اس نے کہا بخدا محمدؐ نے مجھے مار ڈالا۔ قریش کہنے لگے خوف سے تیرا دم نکل گیا ہے حالانکہ بخدا تجھے مہلک زخم نہیں لگا ہے۔ اس نے کہا کہ جب وہ مکہ میں تھے انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا' اس لیے اگر وہ مجھ پر تھوک ہی دیتے تو مجھے ہلاک کر دیتے قریش اسے واپس مکہ لے جا رہے تھے کہ اس دشمن خدا کا سرف میں کام تمام ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ کا پانی پینے سے انکار:

جب رسول اللہ ﷺ درے کے منہ پر آ گئے علیؓ بن ابی طالب وہاں سے نکلے انہوں نے اپنی چرمی ڈھال کو چونا پینے کے ڈنگ میں جو پانی بھرا ہوا تھا اس سے بھرا اور اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے تا کہ آپؐ اسے پئیں مگر آپ کو اس میں بدبو معلوم ہوئی اس لیے آپؐ نے ناپسند کیا اور نہ پیا البتہ خون اپنے منہ پر سے دھو ڈالا اور سر پر بھی پانی بہایا۔ اس موقع پر آپ کہہ رہے تھے اس شخص پر جس نے اپنے نبیؐ کے چہرے کو خون آلود کیا ہے اللہ کا سخت غضب نازل ہو گا۔

رسول اللہ ﷺ کا خون آلود چہرہ:

سعدؓ بن وقاص کہا کرتے تھے کہ کسی شخص کے قتل کرنے کا میں اس قدر دلدادہ نہ تھا جتنا کہ عتبہ بن ابی وقاص کے قتل کا تھا' میں

یہ بھی جانتا تھا کہ وہ بہت بدخواہ اور اپنی قوم میں متبغوض ہے مگر رسول اللہ ﷺ کے اس قول نے کہ جس نے اللہ کے رسولؐ کے چہرے کو خون آلود کیا اللہ کا اس پر سخت غضب نازل ہوگا مجھے اس کے قتل کے خیال سے مطمئن کر دیا۔

ابن قمیہ :

سدی سے مروی ہے کہ بنو الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ کے ابن قمیۃ الحارثی نے رسول اللہ ﷺ کے قریب آ کر آپؐ پر پتھر پھینکا جس سے آپ کی ناک اور چوکا ٹوٹ گیا۔ آپ کا چہرہ خون آلود ہو گیا اس کے صدمے سے آپ حرکت نہ کر سکے۔ آپؐ کے صحابہ آپ کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے بعض مدینہ چلے آئے اور بعض پہاڑ پر چڑھ کر ایک چٹان پر جا بیٹھے۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو آواز دینے لگے کہ اے اللہ کے بندو! میرے پاس آؤ' میرے پاس آؤ' تمیں صحابہ آپؐ کے پاس اکٹھے ہو گئے وہ سب آپؐ کے آگے آگے چلنے لگے مگر طلحہؓ اور سہیلؓ بن حنیف کے علاوہ کوئی آپؐ کے قریب نہ ٹھہرا' طلحہؓ نے عقب سے آ کر آپ کو بچایا ایک تیر ان کے ہاتھ میں آ کر لگا جس سے ان کا ہاتھ خشک ہو گیا۔ ابی بن خلف الجمحی آپؐ کے سامنے آیا اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ ضرور رسول اللہ ﷺ کو قتل کرے گا۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا بلکہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ اس نے آگے بڑھ کر آپ کو للکارا اے کذاب کہاں بھاگ کر جاتا ہے اور اس نے آپؐ پر حملہ کیا' رسول اللہ ﷺ نے اس کی زرہ کے گریبان میں نیزہ مارا جس سے وہ معمولی سا زخمی ہو گیا مگر اسی کے صدمے سے زمین پر گر پڑا اور بیل کی طرح سے خرانٹے لینے لگا' اس کے ساتھیوں نے اسے اٹھا لیا اور تسکین دی کہ تم کو کوئی ایسا زخم نہیں آیا جس سے تم گھبرا جاؤ۔ کہنے لگا کیا محمدؐ نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ بخدا اگر تمام ربیعہ اور مضر بھی آ جاتے تو وہ ضرور ان سب کو قتل کر دیتے۔ وہ اس کے بعد ایک یا چند ہی روز زندہ رہ کر اسی زخم سے ہلاک ہو گیا۔ تمام مسلمانوں میں یہ خبر مشہور ہو گئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ قتل کر دیے گئے۔ اس پر چٹان والوں نے کہا کاش! کوئی شخص ایسا ہوتا جو ہماری طرف سے عبداللہ بن ابی سے جا کر کہتا کہ وہ ہمارے لیے ابوسفیان سے امان لے لے' اے دوستو! محمدؐ مارے گئے اب اپنے اپنے گھروں کو قتل اس کے کہ دشمن تم پر حملہ کرے سب کو تہ تیغ کر ڈالے' واپس چلو' انس بن النضر نے کہا' اے میرے دوستو! اگر محمدؐ مارے گئے تو کیا ہوا محمدؐ کا رب تو زندہ ہے وہ تو نہیں مارا گیا۔ لہٰذا جس دین کی حمایت میں وہ مارے گئے اسی کی حمایت میں تم لڑو۔ خداوندا جو کچھ انہوں نے کہا ہے اس سے میں تیری جناب میں معافی چاہتا ہوں اور اس سے اپنی بے تعلقی کا اعلان کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر انہوں نے تلوار سنبھالی' دشمن پر حملہ کیا جاں نثاری سے لڑے اور شہید ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس صحابہ کا اجتماع:

رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کو بلانے چلے' چلتے چلتے آپؐ چٹان والوں کے پاس پہنچے' ان کو آتا دیکھ کر ان میں سے ایک نے تیر کمان میں لگایا اور اس سے رسول اللہ ﷺ کو نشانہ بنانا چاہا' آپؐ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو زندہ پایا وہ بہت خوش ہوئے' اور خود آپ بھی یہ دیکھ کر کہ اب بھی آپؐ کے صحابہؓ میں ایسے لوگ ہیں جو آپ کی حفاظت کرنے کے لیے آمادہ ہیں خوش ہوئے۔ بہت سے صحابہؓ یک جا ہو گئے اور ان میں خود رسول اللہ ﷺ بھی موجود تھے ان کا رنج و غم جاتا رہا اب وہ فتح کو یاد کرنے لگے اور موقع کے ہاتھ سے نکل جانے اور اپنے مقتول رفیقوں پر افسوس کرنے لگے۔ اسی موقع پر ان لوگوں کے لیے جنہوں نے کہا تھا کہ چونکہ رسول اللہ ﷺ مارے گئے لہٰذا اپنے گھروں کو چلو۔ اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل کیں:

﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ

يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ۞

''اور نہیں ہیں محمد مگر اللہ کے رسول ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے اگر وہ مر جائیں یا مارے جائیں تم الٹے پاؤں پلٹ جاؤ گے اور جو کوئی الٹے پاؤں پلٹ جائے گا وہ ہرگز اللہ کو کوئی ضرر نہیں پہنچائے گا اور بہت جلد اللہ فرماں برداروں کو جزائے خیر دے گا''۔

ابوسفیان کی پیش قدمی و پسپائی:

ابوسفیان اس جماعت کی طرف آیا۔ جب وہ پہاڑ پر چڑھ آیا اور صحابہؓ نے اسے دیکھا وہ اپنی خوشی کو بھول گئے اور اس کی پیش قدمی سے متاثر ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے وہ ہم پر کبھی غلبہ نہ پائیں گے۔ اے اللہ! اگر یہ میری جماعت ہلاک ہو گئی تو پھر کوئی تیرا پرستار نہ رہے گا' پھر آپ نے صحابہ کو مدافعت کا حکم دیا' انہوں نے دشمن پر پتھر پھینکے اور ان کو پہاڑ سے نیچے گرا دیا۔

ابوسفیان اور حضرت عمرؓ میں گفتگو:

ابوسفیان نے اس روز کہا تھا آج ہبل کا بول بالا ہوا' حنظلہ' حنظلہ کے عوض میں قتل ہوا' آج بدر کا بدلہ ہوا مشرکین نے اس روز حنظلہ بن الراہب کو شہید کیا تھا ان کو غسل جنابت کی ضرورت تھی اس لیے ملائکہ نے ان کو غسل دیا۔ حنظلہ بن ابی سفیان جنگ بدر میں مارا گیا تھا۔ ابوسفیان نے کہا عزیٰ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا کوئی عزیٰ نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ سے کہا' کہو اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں ہے۔ ابوسفیان نے پوچھا کیا محمد تم میں موجود ہیں بے شک تمہارے مقتولین کے اعضاء کو قطع و برید کیا گیا ہے' مگر میں نے نہ اس کی اجازت دی تھی اور نہ اس سے روکا اس بات سے نہ میں خوش ہوا اور نہ ناراض' اللہ عزوجل نے ابوسفیان کے اس طرح پہاڑ پر چڑھ کر برآمد ہونے کا ان آیات میں ذکر کیا ہے: فاثابكم غماً بغم لكيلا تحزنوا على مافاتكم و لا اصابكم یہاں غم اول فتح اور غنیمت کا ہاتھ سے نکل جانا اور غم ثانی دشمن کا اس طرح پہاڑ پر چڑھ آنا تاکہ مسلمان جو غنیمت ہاتھ سے نکل گئی اور اپنے ساتھیوں کے قتل پر ملول نہ ہوں اور یہ اس وقت ہوا جب کہ وہ ان باتوں کو یاد کر رہے تھے۔ ابوسفیان نے وہاں برآمد ہو کر ان کی طرف متوجہ کر لیا۔

حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ:

سلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ چند صحابہؓ کے ہمراہ درے میں بیٹھے تھے' قریش کی ایک جماعت پہاڑ پر چڑھ آئی۔ آپؐ نے فرمایا خداوندا ایسا نہ ہونے پائے کہ وہ یہاں چڑھ آئیں۔ عمر بن الخطابؓ نے مہاجرین کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ ان حملہ آوروں کا مقابلہ کیا اور ان کو پہاڑ سے نیچے اتار دیا۔ رسول اللہ ﷺ پہاڑ کی ایک بڑی چٹان پر چڑھنے کے لیے اٹھے مگر ایک تو آپ تھکے ہوئے تھے دوسرے دوہری زرہیں پہن رکھی تھیں اس لیے آپ اپنی جگہ سے نہ اٹھ سکے۔ طلحہؓ بن عبید اللہ آپؐ کے لیے بیٹھ گئے تب آپ اٹھ کر ان پر سوار ہو گئے۔ زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے اس روز رسول اللہ ﷺ کو کہتے سنا کہ اللہ کے رسول کے ساتھ اس خدمت گزاری کی وجہ سے طلحہؓ نے اپنا حق واجب کر لیا۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ اس روز جو صحابہ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے ان میں سے بعض تو کوہ اعوض کے ادھر مقام منقی جا پہنچے۔ عثمان بن عفان' عقبہ بن عثمان اور سعد بن عثمان' دو انصاری یہ احد سے بھاگ کر کوہ جلعب جو مدینہ کے اطراف میں کوہ اعوض کے متصل واقع ہے چلے آئے یہ لوگ تین دن ٹھہر کر پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس پلٹ گئے۔ بعض راویوں نے بیان کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تم کس ضرورت سے وہاں چلے گئے تھے۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی شہادت و غسل ملائکہ:

حنظلہ رضی اللہ عنہ بن ابی عامر کا جن کو ملائکہ نے غسل دیا اور ابوسفیان کا مقابلہ ہوا جب انہوں نے ابوسفیان پر قابو پالیا فوراً ہی شداد بن الاسود ابن شعوب کی نظران پر پڑی اور اس نے دیکھ لیا کہ اب حنظلہؓ ابوسفیان پر قابو پا چکے ہیں اس نے تلوار سے ان کا کام تمام کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے فرمایا کہ تمہارے دوست حنظلہ رضی اللہ عنہ کو ملائکہ غسل دے رہے ہیں۔ ان کے گھر والوں سے پوچھو کہ کیا بات ہے۔ ان کی بیوی سے دریافت کیا گیا۔ انہوں نے کہا بے شک دشمن کی یورش کی خبر سن کر وہ بغیر غسل جنابت گھر سے چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسی لیے ملائکہ نے ان کو غسل دیا ہے۔

شداد بن الاسود:

شداد بن الاسود نے حنظلہؓ کے قتل اور ابوسفیان بن حرب نے جنگ میں اپنی ثابت قدمی اور حنظلہؓ کے مقابلہ میں شداد کی معاونت کے بیان میں شعر کہے۔ حسان بن ثابت نے اس کے جواب میں شعر کہے۔ شداد نے خود بھی ابوسفیان کو دشمن کے نرغے سے بچانے پر اپنا احسان اپنے شعروں میں جتایا۔

شہدائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مثلہ:

صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ جنگ ختم ہونے کے بعد ہندہ بنت عتبہ اپنی ساتھیوں کے ساتھ شہید صحابہؓ رسول اللہ کے اعضائے جسم کو قطع و برید کرنے نکلی۔ انہوں نے مقتولین کے کان ناک کاٹے یہاں تک کہ ہندہ نے ان کے کٹے ہوئے ناک اور کانوں کے بازوبند اور ہنسلی بنائی اور خود اپنا بازو بند، ہنسلی اور کان کی بالیاں اس نے جبیر بن مطعم کے غلام وحشی کو دے ڈالیں۔ اس نے حمزہ کا کلیجہ چیر کر نکالا اور چباڈالا مگر وہ پچا نہیں اس نے پھر اگل دیا۔ اس کے بعد اس نے ایک بلند چوٹی پر چڑھ کر نہایت بلند آواز میں اپنے وہ اشعار پڑھے جو اس نے اپنی جماعت کی فتح اور اصحابؓ رسولؐ کے قتل کی خوشی میں کہے تھے۔ یہ بات عمرؓ بن الخطاب سے بیان کی گئی انہوں نے حسانؓ سے کہا اے ابن الفریعہ کاش تم ہندہ کے قول کو سنتے۔ وہ چٹان پر کھڑی ہوئی ہمارے مقابلہ پر رجز پڑھ رہی ہے اور حمزہؓ کے ساتھ جو کچھ اس نے کیا ہے اسے بیان کر رہی ہے۔ حسانؓ نے کہا میں اس پہاڑ کی چوٹی اطم پر کھڑا ہوا تھا کہ میں نے بھالے کو گرتے ہوئے دیکھا۔ میں نے دل میں کہا تھا کہ یہ عرب کا ہتھیار نہیں ہے اور وہ بھالا حمزہؓ پر تیر کی طرح جا رہا تھا اس کے علاوہ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ ہندہ کے کچھ شعر مجھے سناؤ تو پھر میں اس کی خبر لوں۔ عمرؓ نے اس کے کچھ شعر حسان کو سنائے انہوں نے ہندہ کی ہجو کہی۔

ابوسفیان کی لن ترانی:

براءؓ سے مروی ہے کہ ابوسفیان پہاڑ پر چڑھ کر ہمارے قریب آیا اس نے دو مرتبہ پوچھا کیا تم میں محمدؐ ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی اسے جواب نہ دو پھر تیسری مرتبہ پوچھا کیا تم میں ابن ابی قحافہ ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی جواب نہ دے۔ پھر اس نے تین مرتبہ عمرؓ بن الخطاب کو پوچھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی اسے جواب نہ دے اس خاموشی پر ابوسفیان نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ یہ سب ضرور مارے گئے زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ اب عمرؓ بن الخطاب سے نہ رہا گیا انہوں نے کہا اے دشمن خدا تو جھوٹا ہے اللہ نے ان سب کو محفوظ رکھا ہے جو تیری ذلت کا باعث ہوں گے۔ ابوسفیان کہنے لگا ہبل کی جے، ہبل کی جے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا جواب دو۔ صحابہؓ نے پوچھا کیا جواب دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہو اللہ بہت بزرگ و برتر ہے۔ ابوسفیان کہنے لگا عزیٰ ہمارا ہے تمہارا کوئی عزیٰ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا جواب دو۔ صحابہؓ نے پوچھا کیا جواب دیں؟

آپؐ نے فرمایا کہو اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی والی و مالک نہیں۔ ابوسفیان نے کہا آج ہم نے بدر کا بدلہ لے لیا اور لڑائی بڑا ڈھول ہے کبھی بھرتا ہے اور کبھی خالی ہوتا ہے تم اپنے مقتولین میں مقطوع الاعضاء لاشیں پاؤ گے مگر میں نے نہ اس کا حکم دیا تھا اور نہ اس فعل کو بری نظر سے دیکھا۔

حضرت حمزہؓ کی لاش کی بے حرمتی:

ابن اسحٰق اپنے بیان میں کہتے ہیں کہ جب عمرؓ نے ابوسفیان کو جواب دیا تو اس نے ان سے کہا کہ ذرا یہاں آؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ جاؤ دیکھو وہ کیا کہتا ہے۔ عمرؓ اس کے پاس آئے ابوسفیان نے ان سے کہا اے عمرؓ! میں تم کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم سچ بتاؤ کہ کیا واقعی ہم نے محمد کو قتل کر دیا ہے۔ عمرؓ نے کہا بخدا ہرگز نہیں وہ اس وقت بھی تمہاری گفتگو سن رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا تم کو میں ابن قمیہ سے زیادہ صادق القول سمجھتا ہوں اور اس کے دعوے کے مقابلہ میں کہ اس نے محمد کو قتل کر دیا ہے تمہارے بیان کو زیادہ صحیح سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد اس نے بلند آواز میں کہا تمہارے مقتولین میں مقطوع الاعضاء لوگ ہیں مگر میں نے نہ اس کی اجازت دی تھی اور نہ ممانعت کی تھی اسی لیے اس فعل کو نہ میں نے اچھا سمجھا اور نہ برا۔ حالانکہ بنو الحارث بن عبد مناۃ کے جلیس بن زیان نے جو اس روز جیوش کا افسر تھا خود ابوسفیان بن حرب کو حمزہؓ کے جبڑے میں نیزے کی انی بھونک کر یہ کہتے سنا' لے اس کا مزہ چکھ اور پھر اس نے کہا اے بنو کنانہ دیکھتے ہو یہ قریش کا سردار اپنے عزیز قریب کے ساتھ وہ سلوک کر رہا ہے جو ذبح کردہ جانور کے گوشت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ ابوسفیان نے کہا خاموش رہو' اس بات کو اب کسی سے بیان نہ کرنا یہ مجھ سے لغزش ہوگئی۔

ابوسفیان کے تعاقب کا حکم:

ابوسفیان اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہاڑ پر سے پلٹ کر جانے لگا۔ اس نے بلند آواز میں مسلمانوں سے کہا کہ اب آئندہ سال پھر بدر میں تم سے مقابلہ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے کسی صحابیؓ سے کہا کہہ دو کہ ہاں ضرور۔ پھر آپؐ نے علیؓ بن ابی طالب کو حکم دیا کہ تم مشرکین کے پیچھے جا کر دیکھو کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور آئندہ کیا کرنا چاہتے ہیں اگر انہوں نے گھوڑوں کو کوتل ساتھ لیا ہو اور خود وہ اونٹوں پر سوار ہوں تو سمجھ لینا کہ اب وہ مکہ پلٹ رہے ہیں اور اگر اس کے برعکس وہ گھوڑوں پر سوار ہوں اور اونٹوں کو خالی ساتھ لے جا رہے ہوں تو سمجھنا کہ ان کا ارادہ مدینہ کا ہے اس وقت قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر وہ مدینہ کا رخ کریں گے تو میں ضرور فوراً مدینہ پہنچ کر وہاں ان سے لڑوں گا۔

علیؓ کہتے ہیں حسب الحکم میں ان کے پیچھے چلا کہ دیکھوں وہ اب کیا کرتے ہیں۔ جب میں نے دیکھا کہ انہوں نے گھوڑوں کو کوتل کر دیا ہے اور اونٹوں پر سوار ہوگئے ہیں میں نے سمجھ لیا کہ یہ اب مکہ جا رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہدایت کی تھی کہ جو کچھ تم دیکھو جب تک میرے پاس نہ آ جاؤ ہرگز کسی سے بیان نہ کرنا۔ مگر جب میں نے ان کو مکہ جاتے دیکھ لیا تو میں اس خبر کو رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کے باوجود اس خوشی کی وجہ سے کہ میں نے ان کو بجائے مدینہ جانے کے مکہ جاتا ہوا دیکھا تھا چھپا نہ سکا اور میں چلاتا ہوا آپ کی طرف آیا۔

حضرت سعدؓ بن الربیع کی شہادت:

اب لوگ اپنے مقتولین کی دیکھ بھال کے لیے فارغ ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو مجھے دیکھ کر بتائے کہ سعدؓ بن

الربیع نے جنگ میں کیا کیا (یہ سعدؓ بنوالحارث بن خزرج سے تھے) آیا وہ زندہ ہیں یا مر گئے؟ ایک انصاری نے کہا رسول اللہ ﷺ میں دیکھ کر آتا ہوں' وہ میدان کارزار میں گئے ان کو تلاش کیا دیکھا کہ سخت مجروح ہیں اور صرف سانس باقی ہے۔ یہ انصاری کہتے ہیں کہ میں نے سعدؓ سے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم دیا ہے کہ میں تم کو دیکھ آؤں زندہ ہو یا ختم ہو گئے۔ سعدؓ نے کہا میرا کام تمام ہو چکا ہے تم رسول اللہ ﷺ سے میرا اسلام کہو اور عرض کرو کہ سعد بن الربیع آپ سے عرض پرداز ہے کہ اللہ آپ کو بہترین جزا دے جو اس نے کسی نبی کو اپنی امت کی خدمت کے عوض میں دی ہو۔ تم اپنی قوم کو میرا اسلام پہنچانا اور کہنا کہ سعد بن الربیع نے کہا ہے کہ اگر تمہاری موجودگی میں دشمن کسی طرح بھی رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گیا تو اللہ کے سامنے تمہارا کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا کیونکہ تمہارے پاس دیکھنے کے لیے آنکھیں ہیں۔ ان کے مرنے تک میں وہیں کھڑا رہا پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر ان کا واقعہ بیان کیا۔ آپ حمزہؓ بن عبدالمطلب کو تلاش کرنے چلے۔ آپ نے ان کو وادی کے شکم میں مقتول پایا ان کا پیٹ چاک کر کے ان کا کلیجہ نکال لیا گیا تھا۔ ان کے جسم کو قطع کر دیا گیا تھا اور ناک کان کاٹ ڈالے گئے تھے۔

محمد بن جعفر کی روایت:

محمد بن جعفر بن الزبیر سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں مقتول دیکھا آپ نے فرمایا اگر صفیہ کو رنج نہ ہو یا میرے بعد یہ بات سنت نہ ہو جائے تو میں ان کو بغیر دفن کیے اسی طرح یہاں چھوڑ دوں تاکہ درندے اور پرندے ان سے شکم پری کر لیں اور اگر اللہ تعالیٰ نے کسی جگہ بھی مجھے قریش پر فتح عطاء کی تو میں ان کے تیس مقتولوں کو ٹکڑے ٹکڑے کروں گا۔ مسلمانوں نے جب دیکھا کہ آپ کو آپ کے چچا کے ساتھ جو برتاؤ کیا گیا اس پر اس قدر رنج اور غصہ ہے' انہوں نے عرض کیا کہ اگر ہمیں ابدالآباد تک کسی دن ان مشرکین پر فتح حاصل ہوئی تو ہم ان کے اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے کہ آج تک کسی عرب نے کسی کے ساتھ نہ کیا ہو۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اسی ارشاد اور پھر صحابہؓ کے اس قول کے متعلق اللہ عزوجل نے قرآن میں: و ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به و لئن صبرتم لهو خير للصابرين . آخر سورہ تک نازل فرمایا: ''اور اگر تم بدلہ لو تو ایسا کرو جیسا تمہارے ساتھ کیا گیا۔ اور البتہ اگر تم صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہے''۔ اس وحی کی بناء پر رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کو معاف کر دیا یا خود صبر کر لیا اور مقتول کے جسم کو قطع و برید کرنے کی ممانعت کر دی۔

حضرت صفیہ کا صبر و ایثار:

ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ صفیہؓ بنت عبدالمطلب اپنے حقیقی بھائی حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھنے آئیں' رسول اللہ ﷺ نے ان کے بیٹے زبیر بن العوام سے کہا کہ تم ان کے پاس جاؤ اور لوٹا دو تاکہ جو کچھ ان کے بھائی کے ساتھ ہوا ہے وہ اسے دیکھنے نہ پائیں۔ زبیرؓ ان کے پاس گئے اور کہا اماں جان رسول اللہ ﷺ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ واپس چلی جائیں۔ انہوں نے پوچھا کیوں؟ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے بھائی کے اعضاء کو قطع کیا گیا ہے اللہ کی راہ میں یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے محض اس وجہ سے اگر مجھے ممانعت کی گئی ہے تو میں اس سے خوش نہیں ہوئی۔ انشاء اللہ میں صبر و تحمل سے کام لوں گی۔ زبیرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر ان کا قول بیان کیا' آپ نے کہا اچھا ان کو جانے دو وہ حمزہؓ کے پاس آئیں ان کو خوب دیکھا ان پر رحمت کی دعاء کی اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ کہا اور ان کے لیے طلب مغفرت کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے وہ دفن کر دیے گئے۔

حضرت عبداللہؓ بن جحش کا مثلہ:

ابن اسحق سے مروی ہے کہ عبداللہ بن جحش کی اولاد میں سے بعض کا یہ دعویٰ ہے کہ عبداللہؓ بن جحش کے ساتھ بھی مشرکین نے وہی سلوک کیا جو حمزہؓ کے ساتھ کیا تھا البتہ ان کا کلیجہ نہیں نکالا۔ یہ امیمہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے اور حمزہؓ ان کے ماموں تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بھی حمزہؓ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کر دیا۔ مگر ہم نے یہ بات ان کے خاندان کے علاوہ اور کہیں نہیں سنی۔

حضرت حیسل بن جابرؓ اور حضرت ثابتؓ بن وقش کی شہادت:

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ احد روانہ ہو گئے حیسل بن جابر الیمان ابوحذیفہ بن الیمان اور ثابتؓ بن وقش بن زعوراء عورتوں اور بچوں کے ساتھ ایک گڑھی میں بٹھا دیے گئے تھے۔ یہ دونوں نہایت سن رسیدہ بوڑھے تھے۔ ایک نے دوسرے سے کہا اب کا ہے کا انتظار ہے ہماری عمر بہت ہی کم رہ گئی ہے ہم صبح و شام کے یوں ہی مہمان ہیں کیوں نہ تلواریں سنبھال کر رسول اللہ ﷺ سے جا ملیں' شاید آپ کی معیت میں اللہ ہمیں شہادت سے مشرف کر دے۔ دونوں نے تلواریں اٹھائیں اور اپنے مقام سے چل کر اور لوگوں میں آ کر شامل ہو گئے مگر کسی کو ان کے آنے کا علم نہ ہوا۔ ثابت بن وقش کو مشرکین نے شہید کر دیا۔ حیسل بن جابر بن الیمان پر خود مسلمانوں کی ایک دم کئی تلواریں پڑیں جس سے وہ ہلاک ہو گئے۔ مسلمان ان کو پہچانتے نہ تھے' حذیفہ نے کہا یہ میرے باپ ہیں۔ ان کے قاتل مسلمانوں نے کہا کہ بخدا ہم ان کو نہیں جانتے تھے اور واقعہ یہی تھا کہ وہ ان کو جانتے نہ تھے حذیفہؓ نے کہا اللہ تم کو معاف کر دے گا اور وہ سب سے بڑھ کر مہربان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے چاہا کہ ان کی دیت دیں' مگر حذیفہؓ نے اپنے باپ کے خوں بہا کو مسلمانوں پر تصدق کر دیا۔ جس سے ان کی شرافت اور نیکی رسول اللہ ﷺ کی نظر میں اور بڑھ گئی۔

حاجب بن امیہ منافق:

ابن اسحق عاصم بن عمر بن قتادہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں حاطب بن امیہ بن رافع ایک شخص تھا اور یزید بن حاطب اس کا بیٹا تھا جنگ احد میں وہ زخمی ہوا حالت نزع میں اسے لوگ اس کے گھر لائے۔ تمام گھر والے جمع ہو گئے۔ تمام مسلمان مرد اور عورتیں کہنے لگیں اے ابن حاطب تم کو جنت کی بشارت ہو اس پر اس کے باپ حاطب نے جس کی تمام عمر زمانہ جاہلیت میں بسر ہو چکی تھی اس وقت اپنا نفاق ظاہر کیا اور کہنے لگا کس چیز کی بشارت دیتے ہو۔ کیا جنگلی روسہ کی جنت کی بشارت دیتے ہو۔ بخدا تم نے اس لڑکے کو دھوکے میں ڈالا اور مجھے اس کی موت کا صدمہ دیا۔

قزمان کی خودکشی:

ہم میں ایک باہر والا بھی تھا۔ کسی کو معلوم نہ تھا کہ وہ کس مقام کا باشندہ ہے قزمان اس کا نام تھا' جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا ذکر آتا تو آپ فرماتے کہ وہ دوزخی ہے۔ جنگ احد میں وہ نہایت ہی شجاعت اور بسالت سے لڑا۔ اس نے آٹھ یا نو مشرکوں کو تہ تیغ کر دیا یہ ایک زبردست اور بہادر آدمی تھا۔ جب زخموں نے اسے بے کار کر دیا لوگ اسے بنوظفر کے مکان میں اٹھا لائے۔ بعض مسلمان اس سے کہنے لگے قزمان آج تو تم نے خوب ہی داد مردانگی دی تم کو بشارت ہو اس نے کہا کس بات کی بشارت بخدا میں تو اپنی قومی روایات شجاعت کو برقرار رکھنے کے لیے اس طرح لڑا' اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں جنگ ہی میں شرکت نہ کرتا۔ جب اس کے زخموں کی تکلیف زیادہ بڑھی اس نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور اس سے اس نے اپنی نبضیں قطع کر دیں ان سے بدن کا تمام خون بہہ گیا اور وہ مر گیا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب اس کی اطلاع دی گئی آپ نے فرمایا میں اعلان کرتا ہوں کہ میں

واقعی اللہ کا رسول ہوں۔

مخریق یہودی:

جنگ احد میں مخریق یہودی مارا گیا۔ یہ بنوثعلبہ میں الفطیون سے تھا۔ جنگ احد کے دن اس نے یہودیوں سے کہا کہ محمد کی نصرت ہم پر فرض ہے۔ یہودی کہنے لگے مگر آج سنیچر ہے۔ اس نے کہا میں سنیچر کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ اس نے تلوار سنبھالی دوسری ضروریات جنگ ساتھ لیں اور کہا کہ اگر میں مارا جاؤں تو میرا تمام مال محمد کو دے دیا جائے وہ جس طرح چاہیں اسے کام میں لائیں۔ ان انتظامات سے فارغ ہو کر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپؐ کے ساتھ قریش سے لڑا اور مارا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جہاں تک معلوم ہوا ہے فرمایا کہ مخریق یہود میں سب سے بہتر ہے۔

شہداء کی احد میں تدفین:

مسلمانوں نے اپنے بعض مقتولین کو مدینہ لا کر دفن کر دیا مگر پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی ممانعت کر دی اور کہا جہاں وہ گرے ہیں وہیں ان کو دفن کر دو۔

عمرو بن الجموح اور عبداللہ بن عمرو کی تدفین:

بنوسلمہ کے بعض شیوخ سے مروی ہے کہ اس روز جب آپؐ نے شہداء کے دفن کا حکم دیا فرمایا کہ عمرو بن الجموح اور عبداللہ بن عمرو بن حرام کو تلاش کر و وہ اس دنیا میں ایک دوسرے کے مخلص دوست تھے اس لیے دونوں کو ایک ہی قبر میں رکھو۔ عرصہ کے بعد جب معاویہ نے قناۃ کو کھودا ان دونوں کی لاشیں برآمد کی گئیں' ان میں لچک باقی تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ گویا کل دفن کیے گئے ہیں۔

حمنہ بنت جحش:

آپ احد سے مدینہ واپس ہوئے حمنہ بنت جحش آپؐ کے پاس آئیں' ان سے کہا گیا تھا کہ تمہارے بھائی عبداللہ بن جحشؓ مارے گئے۔ انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی۔ اس کے بعد ان سے ان کے ماموں حمزہؓ بن عبدالمطلب کے قتل کی اطلاع دی گئی۔ اس پر بھی انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا اور دعائے مغفرت کی۔ اس کے بعد ان کے خاوند مصعب بن عمیرؓ کے قتل کی اطلاع دی گئی سنتے ہی وہ چیخ اٹھیں اور رونے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت کے قلب میں شوہر کی خاص جگہ ہوتی ہے۔ انہوں نے اپنے بھائی اور ماموں پر ضبط کیا مگر شوہر کی موت پر چیخ اٹھیں۔

رسول اللہ ﷺ بنوعبدالاشہل اور ظفر انصاریوں کے ایک گھر سے گزرے آپ نے وہاں نوحہ و بکاء کا شور سنا جو وہ اپنے مقتولین پر کر رہے تھے' خود آپ کی آنکھیں اشکوں سے ڈبڈبا گئیں اور گریہ طاری ہو گیا پھر فرمایا لیکن حمزہؓ پر رونے والا کوئی نہیں ہے۔ جب سعدؓ بن معاذ اور اسیدؓ بن حضیر بنوعبدالاشہل کے خاندانی گھر آئے انہوں نے ان کی عورتوں سے کہا کہ تم چادریں اوڑھ کر جاؤ اور رسول اللہ ﷺ کے چچا پر نوحہ کرو۔

محمد بن سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنودینار کی ایک عورت کے پاس آئے جس کا شوہر' بھائی اور باپ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جنگ احد میں مارے گئے تھے جب اس کو ان سب کی شہادت کی اطلاع دی گئی اس نے پوچھا یہ بتاؤ کہ رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں۔ لوگوں نے کہا اے ام فلاں وہ بالکل اچھے اور خیریت سے ہیں۔ اس نے کہا مجھے بتاؤ تاکہ میں بچشم خود ان کو دیکھ لوں۔ لوگوں نے اشارے سے آپ کو بتایا۔ اس نے آپ کو دیکھ کر کہا آپؐ کی موجودگی میں ہر مصیبت بے حقیقت ہے۔

حضرت سہلؓ اور حضرت ابو دجانہؓ کی تعریف:

ابو جعفر کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ خود اپنے گھر تشریف لائے۔ آپ نے اپنی تلوار اپنی صاحبزادی فاطمہ علیہا السلام کو دی اور فرمایا بیٹی اس پر خون ہے اسے دھوڈالو۔ علیؓ نے بھی اپنی تلوار فاطمہؓ کو دی اور کہا کہ اس کا خون دھوڈالو آج اس نے مجھے خوب کام دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم نے آج جنگ میں پوراحق ادا کیا ہے تو تمہارے ساتھ سہل بن حنیف اور ابو دجانہ سماک بن خرشہ نے بھی اپنا حق ادا کیا ہے۔

حضرت علیؓ کے اشعار:

یہ بھی مروی ہے کہ جب حضرت علیؓ نے اپنی تلوار فاطمہؓ کو دی انہوں نے یہ شعر پڑھے:

افاطم هاك السيف غيز ذميم فلست برعديد و لا بمليم

ترجمہ: ''اے فاطمہؓ یہ تلوار لوجس سے مجھے کوئی شکایت نہیں ہے اور نہ میں بزدل اور نکما ہوں۔

لعمرى لقد قاتلت فى حب احمدٌ وطاعة رب بالعباد رحيمٌ

ترجمہ: قسم ہے میری جان کی میں احمد ﷺ کی محبت اور اپنے رب کی اطاعت میں جو اپنے بندوں پر رحیم ہے لڑا۔

وسيفى بكفى كالشهاب اهزه احذبه من عاتق و ضميم

ترجمہ: اس حال میں کہ تلوار میرے ہاتھ میں روشن ستارے کی طرح تھی جسے میں پھرا رہا تھا اور اس سے میں کندھوں اور پسلیوں کو قطع کر رہا تھا۔

فما ذلت حتى فضى ربى جموعهم وحتى شفينا نفس كل حليم

ترجمہ: میں اسی طرح شمشیر زنی کرتا رہا یہاں تک کہ میرے رب نے ان کی جماعت کو پراگندہ کردیا اور ہم نے ہر حلیم شخص کے دل کو دشمن کے قتل سے ٹھنڈا کردیا''۔

شمشیر رسول کا احترام:

ابو دجانہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے تلوار لی اور نہایت بہادری کے ساتھ دشمن سے لڑے۔ وہ خود کہتے تھے کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بڑی شدت سے لوگوں کو جنگ کی ترغیب وتحریص دے رہا ہے اور ان کو جوش اور حمیت دلا رہا ہے میں اس کی طرف چلا اور جب میں نے اس پر تلوار اٹھائی تو وہ رو پڑی۔ میں نے دیکھا کہ وہ عورت ہے۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کی تلوار کو اس سے بالاتر سمجھا کہ اس سے میں کسی عورت پر وار کروں۔ اس لیے میں نے اسے چھوڑ دیا۔

جابرؓ بن عبداللہ کی معذرت:

رسول اللہ ﷺ سنیچر کے دن مدینہ واپس آئے۔ اسی دن احد کی لڑائی ہوئی تھی۔ عکرمہ سے مروی ہے کہ نصف شوال سنیچر کے دن احد کی لڑائی ہوئی۔ دوسرے دن ۱۶ ر شوال کو رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے بذریعہ اعلان تمام لوگوں کو دشمن کے تعاقب کرنے کا حکم دیا۔ نیز یہ کہا مگر کوئی ایسا شخص جو کل ہمارے ساتھ جنگ میں شریک نہ ہوا وہ آج بھی ساتھ نہ ہو۔ جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں گفتگو کی اور عرض کیا کہ میری سات بہنیں ہیں میرے باپ نے مجھے ان کے پاس چھوڑ دیا تھا اور کہا تھا کہ اے بیٹے میرے اور تم دونوں کے لیے یہ زیبا نہیں کہ ہم ان سب عورتوں کو بلا حفاظت چھوڑ دیں کیوں کہ یہاں ان کے

ساتھ کوئی مرد نہیں ہے اور میں تم کو اپنے مقابلہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شرکت کے لیے ترجیح نہیں دے سکتا' لہٰذا تم اپنی بہنوں کے پاس رہو اس لیے مجھے مجبوراً ان کے پاس ٹھہر جانا پڑا۔ اس وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ان کو ساتھ چلنے کی اجازت دے دی رسول اللہ ﷺ اس وقت دشمن کے تعاقب میں اسے مرعوب کرنے کے لیے برآمد ہوئے تھے آپ کا مقصد یہ تھا کہ اسے معلوم ہو جائے کہ ہم اس کے تعاقب میں آ رہے ہیں اور ہم میں اس کی قوت موجود ہے۔ اور جو نقصان جنگ میں ہم کو ہوا ہے اس نے ہم کو دشمن کے مقابلہ سے عاجز اور نکما نہیں کر دیا۔

مسلمانوں کی مراجعت مدینہ:

عائشہؓ بنت عثمان کے مولیٰ ابوالسائب سے مروی ہے کہ بنو عبدالاشہل کے ایک شخص نے جو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ احد میں شریک ہوا تھا۔ بیان کیا کہ میں اور میرا ایک بھائی دونوں رسول اللہ ﷺ کے جنگ احد میں شریک تھے۔ ہم دونوں زخمی ہو کر میدان کارزار سے آپؐ کے پاس آ گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے دشمن کے تعاقب میں چلنے کا اعلانِ عام کیا۔ ہم دونوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ یہ تو اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ ہم سے کوئی غزوہ بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ترک ہو جائے مگر بخدا ہمارے پاس سواری بھی نہیں ہے اور ہم دونوں سخت زخمی بھی ہیں مگر باوجود اس کے ہم ساتھ چلے۔ میں اپنے بھائی کے مقابلہ میں کم زخمی تھا اس لیے جب چلتے چلتے وہ رہ جاتا میں اس کو کچھ دور اٹھا کر لے جاتا اور کچھ دور وہ خود اپنے پاؤں چلتا۔ اسی طرح چلتے ہوئے ہم دونوں بھی اس مقام تک جا پہنچے جہاں اور مسلمان پہنچے تھے۔ رسول اللہ ﷺ احد سے چل کر حمراء الاسد تک آئے جو مدینہ سے آٹھ میل ہے۔ یہاں آپؐ نے تین دن دوشنبہ' سہ شنبہ اور چہار شنبہ قیام فرمایا پھر آپؐ مدینہ چلے آئے۔

معبد الخزاعی:

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ اسی مقام پر قیام کے اثناء میں معبد الخزاعی آپؐ کے پاس آیا۔ اس وقت تک بنو خزاعہ میں مسلمان اور مشرک دونوں تھے۔ مگر یہ رسول اللہ ﷺ کے خاص ہمراز تھے۔ ان کا آپؐ سے معاہدہ تھا اور حلیف تھے۔ اس لیے اپنی کسی بات کو وہ آپؐ سے پوشیدہ نہیں رکھتے تھے۔ یہ معبد اب تک مشرک تھا اس نے آپؐ سے کہا کہ بخدا جو شکست آپ کو ہوئی اور جس قدر آپؐ کے ساتھی مارے گئے اس سے ہمیں رنج ہے اور یہ بات ہم پر شاق ہے ہم دل سے چاہتے تھے کہ اللہ آپ کو ان پر غلبہ دیتا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس سے حمراء الاسد سے چلا گیا اور روحاء میں ابوسفیان بن حرب سے ملا۔ قریش رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کی طرف پلٹ آنے کے لیے تیار تھے ان کا خیال تھا کہ اگرچہ ہم نے مسلمانوں کے دلاور سرداروں اور اشراف کو قتل کر دیا مگر قبل اس کے کہ ہم ان کا سرے سے استیصال کریں وہ مقابلہ سے پسپا ہو گئے۔ لہٰذا ہم اب ان بقایا پر دوبارہ حملہ کرتے ہیں اور ان کا بالکل خاتمہ کرتے ہیں۔

عبد الخزاعی اور ابوسفیان:

ابوسفیان نے معبد کو دیکھا پوچھا کیا خبر ہے۔ اس نے کہا محمدؐ اپنے صحابہؓ کے ساتھ ایسی زبردست جمعیت کے ساتھ جو میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی تمہارے تعاقب میں آ رہے ہیں وہ تم پر دانت پیس رہے ہیں۔ جو لوگ تمہاری لڑائی میں ان کے ساتھ شریک جنگ نہ ہو سکے تھے اب وہ سب ان کے پاس آ گئے ہیں۔ ان کو اپنے کیے کی سخت ندامت ہے اور تمہارے خلاف ان میں اتنے شدید عداوت اور انتقام کے جذبات موجزن ہیں کہ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھے۔ ابوسفیان نے کہا کیا کہہ رہے ہو۔ اس نے کہا میں سمجھتا

ہوں کہ تم یہاں سے کوچ بھی نہ کرنے پاؤ گے کہ تم کو خود گھوڑوں کی پیشانیاں نظر آ جائیں گی۔ابوسفیان نے کہا مگر ہم تو قطعی اس بات کا تہیہ کر چکے ہیں کہ ان پر دوبارہ حملہ کر کے ان کے بقیہ کا بالکل قلع قمع کر ڈالیں۔معبد نے کہا مگر میں اب بھی تم کو اس ارادے سے روکتا ہوں جو کچھ میں نے خود دیکھا ہے اس سے میں اس قدر متاثر ہوا کہ میں نے چند شعر بھی کہے ہیں۔ابوسفیان نے کہا کہ وہ کیا شعر کہے ہیں۔معبد نے اپنے اشعار سنائے جس میں رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ کی شجاعت اور بسالت کو بیان کیا گیا تھا۔ان اشعار کو سن کر ابوسفیان اور اس کی جماعت نے اپنا رخ پھیر دیا۔

ابوسفیان کا پیغام:

اثنائے راہ میں عبدالقیس کا ایک قافلہ پاس سے گزرا ابوسفیان نے پوچھا کہاں کا قصد ہے۔انہوں نے کہا مدینہ جا رہے ہیں۔ابوسفیان نے کہا میں تم کو ایک پیغام دیتا ہوں وہ تم محمد کو پہنچا دینا اور اس کے صلہ میں آئندہ جب تم عکاظ کے بازار میں آ ؤ گے میں تمہاران اونٹوں کو چھوہاروں سے لدوا دوں گا۔انہوں نے کہا اچھا۔ابوسفیان نے کہا جب تم محمدؐ کے پاس پہنچو تو کہہ دینا کہ ہم تمہارے بقیہ کا استیصال کرنے کے لیے تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے مقابلہ پر آنے کے لیے تیار ہو چکے تھے۔جب یہ قافلہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔جواب تک حمراء الاسد میں مقیم تھے۔انہوں نے آپؐ سے ابوسفیان کا قول بیان کیا۔آپ نے اور صحابہؓ نے سن کر کہا ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہتر وکیل ہے۔

معاویہ بن المغیرہ اور ابوغزہ:

ابوجعفر نے کہا ہے کہ تیسرے دن کے بعد آپؐ مدینہ واپس چلے گئے۔بعض مورخوں نے بیان کیا ہے کہ جب اس مرتبہ آپؐ حمراء الاسد جا رہے تھے اثناء راہ میں معاویہ بن المغیرہ بن ابی عاص اور ابوغزہ الجمی آپؐ کے ہاتھ لگ گئے حمراء الاسد جاتے ہوئے آپؐ نے ابن ام مکتوم کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔اس ۳ ہجری کے کے نصف رمضان میں حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب پیدا ہوئے اور اسی سال فاطمہؓ کو حسینؓ کا حمل ٹھہرا۔بیان کیا گیا ہے کہ حسنؓ کی ولادت اور حسینؓ کے استقرار حمل میں پچاس راتوں کا وقفہ ہوا نیز اس سال ماہ شوال میں جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر کا استقرار حمل ہوا۔

بعض دوسری مستند روایات سے معلوم ہوا کہ ابوسفیان نے یہ بھی کہا تھا کہ ذرا حمزہؓ کی لاش پر تو نظر ڈالو، ہند بنتِ عتبہ نے اس کا کلیجہ نکال کر چبایا لیکن افسوس کہ وہ اسے نگل نہ سکی۔ اس کا جواب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم سے آپ ﷺ ہی کے الفاظ میں یہ دیا تھا کہ ہند حمزہؓ کا کلیجہ اس لئے نہ نگل سکی کہ اس کے جسم کے ساتھ حمزہؓ کے جسم کا کوئی حصہ اللہ تعالیٰ کو آتشِ دوزخ میں جلنا منظور نہ تھا۔

بحوالہ کتابِ اہلسنت: تاریخ ابنِ کثیر (البدایہ والنہایہ۔ جلد چہارم) صفحہ نمبر 42

۳ھ میں ہونے والی جنگیں اور دیگر حالات وواقعات کا بیان

انہدام سے قبل روضہ حضرت سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب علیہ السلام کی ایک یادگار تصویر

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ و السلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

بفیضانِ نظر حضور صدر الصدور قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت علامہ جیلانی چاند پوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

سنو سنو روزِ حشر دشمنِ حمزہؑ کی رسوائی ہے

سیدنا و مولانا سردارِ جنت حضور سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبدالمطلب علیہ السلام کی شہادت جنگِ احد میں ہوئی۔اس جنگ کا مہینہ شوال بھی بتایا جاتا ہے اور 15 شعبان کو بھی کچھ لوگ مولا حمزہ علیہ السلام کا یومِ شہادت قرار دیتے ہیں۔اس لئے ہم دونوں تاریخوں میں اپنے مولا کی فاتحہ کرتے ہیں۔سلام ہو ان پر جو ہدایت کے طالب ہیں۔

شانِ مولا حمزہؓ اللہ نے خوب دکھائی ہے
انکی تو بڑی عظمت ہے بڑی پیشوائی ہے
سردارانِ جنت میں انکی ذات آئی ہے
شیرِ خدا ہیں نبی کریم نے بات بتائی ہے
قلبِ نبیؐ میں انکی محبت بہت سمائی ہے
پہاڑ انکی ہیبت سے لرزاں اور رائی ہے
نبیؐ کے چچا جانی کی شان جسنے مانی ہے
چچا نبیؐ کا جگر ہیں بات اُسنے پہچانی ہے
اللہ یہ جگر چبایا گیا دھائی ہے دھائی ہے
اور اعضا کا ہار بنایا گیا کہیں سنوائی ہے
جس نے ان کا گوشت وکھال چبائی ہے
سورہ منافقون اس کے لئے ہی آئی ہے
دشمن سے جہنم میں ایندھن کی سپلائی ہے
رسولؐ کے صبر نے اتمامِ حجت فرمائی ہے
نبیؐ کے سامنے ہندہ نہ آئے حکمِ الٰہی ہے
رسولؐ کا دل رویا اور قیامت آئی آئی ہے

سنو سنو روزِ حشر دشمنِ حمزہؓ کی رسوائی ہے
دشمنِ حمزہؓ کے حمایتیوں پہ لعنت آئی ہے
یہ حمایتی نہ سید نہ صدیقی نہ فاروقی ہے
ذریتِ ہندہ حمایت سے نظر آئی ہے
اسکو جماعت سے نکال ناراض الٰہی ہے
مولا حمزہؓ پہ تو نازاں ساری خدائی ہے
ہم نے تو عظمتِ صحابہؓ مانی و منوائی ہے
صحابیؓ و منافق کی پہچان بھی کروائی ہے
منافقون کی پہلی آیت سے آگاہی ہے
حمزہؓ والوں کی اللہ کے یہاں سنوائی ہے
جس نے گر منافق کو بھی تعظیم دلوائی ہے
دربارِ پنجتنؑ میں اسکی شامت آئی ہے
مولا حمزہؓ کی سیادت نبیؐ نے سمجھائی ہے
جس کی سمجھ نہ آئے اس کی بے حیائی ہے
صبا تو اپنے مولا سیدنا حمزہؓ کی سپاہی ہے
میرے پیرؒ نے ان کی معرفت بتائی ہے

خاکِ پائے اعلیٰ حضرت علامہ جیلانی چاند پوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (سیدہ صبا علی علوی القادری)